"Aḥmad Khān

Taḥrīr fī uṣūl-t. tafsīr

تحریر فی اصول التفسیر

۱۸۹۳ء

قومی دلچسپیون کا نمونہ

حامیان اسلام! —

آپ کی لائبریری یا کتب خانہ کی الماریون مین مندرجہ ذیل کتابین ضرور ہونی چاہئین - کیونکہ یہ وہ کتابین ہین جن سے قوم کی خستہ حالی کی طرف عوام الناس کو توجہ دلائی گئی ہے - یہ وہ کتابین ہین جنہون نے مردہ دلون کے واسطے مسیحائی کا کام کیا ہے - یہ وہ کتابین ہین - جنھون نے افسردہ دلون مین تاثیر کی برقی دوڑائی ہے - یہ وہ کتابین ہین جو ملکی اور قومی اغراض کے واسطے اکسیر کا اثر رکھتی ہین - یہ وہ کتابین ہین جن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم کیا ہین اور ہمین کیا ہونا چاہیے - زیادہ نہین تو ایک ایک کاپی کے لیئے ضرور ہی ارشاد ہو - قیمت نقد - یا بذریعہ ویلیو پے ایبل پارسل - وھو ھذا :-

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
دلکشش حصہ اول	۶ر	حسن انجلینا	۱۲ر	محصنات	۱۰ر
" دوم	۸ر	شام نرائن اور پاربتی	۱۴ر	ایامیٰ	۱۰ر
دلچسپ حصہ اول	۶ر	بزم خیال حصہ اول	۱۴ر	فسانہ آزاد جلد اول	عا
" دوم	۸ر	دلربا	۶ر	" " دوم	سے
دلفریب حصہ اول	۶ر	مہابھارت حصہ اول	۱۰ر	" " سوم	سے
سلطان نازک آرا	۶ر	مہتاب بیگم	عہ	" " چہارم	سے
سلطان حشمت آرا	۱۲ر	زن مرید	۶ر	جام سرشار	۱۲ر
عمر پاشا ہر دو حصہ	۱۱ر	شہید وفا	عہ	آئینہ روزگار	۸ر
فاتحہ بنگالہ	۱۲ر	حامد و لبہار	۶ر	نمونہ وفا	۱۰ر
نرگیسش ہندنی	عہ	البرٹ بل	۶ر	سوزن عشق	عا
ملک العزیز ورجنا	۱۲ر	ڈایک اوربر	۱۲ر	الدوین لیلا	۱ر
منصور موہنا	۱۴ر	فریب وفا	۲۰ر	حاجی بابا اصفہانی	۱۴ر
		تعبیر خواب	۲۴ر		

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی انزل القرآن علی محمد رسولہ علیہ السلام ھدایۃً للانام والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد قد ھدانا بہ الی الاسلام وعلی آلہ واصحابہ الی یوم القیام - اما بعد جبکہ غدر کا زمانہ گزر گیا اور مسلمانون پر بھی جو کچھ گزرنا تھا گزر گیا تو مجھکو اپنی قوم کی اصلاح کی فکر ہوئی - مین نے اسمین بہت غور کی اور ایک زمانہ دراز کے غور کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ اُن کی دینی و دنیوی اصلاح بغیر اِس کے کہ اُنکو علوم و فنون جدیدہ مین جو اَور قومون کے سرمایۂ افتخار ہین اور اُس زبان مین جو ہمپر بمشیتہ اللہ حکومت کرتی ہے تعلیم نہ دیجاوے اَور کسی طرح ممکن نہین -

اِس طریقہ سے دنیوی اصلاح کے ہونے کا تو ایسا مسئلہ تھا جسمین کچھ اختلاف نہین ہوسکتا - مگر یہ مسئلہ کہ دینی اصلاح کے لیئے بھی وہ مفید ہے معرض بحث مین تھا بلکہ کوئی بھی اِسکو تسلیم نہین کرتا تھا کیونکہ یہ بات ظاہر تھی - کہ جن لوگون نے ان علوم مین [illegible]یا - خواہ وہ عیسائی ہون یا مسلمان یا ہندو - اُنھون نے اپنے مذہبی عقاید سے [illegible] یا اِس لیئے کہ اُنھون نے علوم جدید کے مسایل کو سچ اور صحیح اور درست جانا اور عقاید مذہبی کو جب اُسکے برخلاف پایا - تو اُسکو غلط مانا -

یہ مشکل کچھ اِسی وقت مین پیش نہین آئی - بلکہ اُسوقت بھی پیش آئی تھی جبکہ فلسفہ یونانی مسلمانون مین پھیلا تھا اور مذہبی اصول و عقاید کو اُس نے درہم و برہم کر دیا تھا - مگر

اُس زمانہ کے علمانے اُسپر توجہ کی اور علم کلام ایجاد کیا اور مذہب کی حمایت مین فلسفہ یونانی سے مقابلہ کیا اور اُنہون نے صرف تین کام کیے - یا تو مسائل مذہبی کو فلسفہ یونانی کے مطابق کر دکھایا - یا اُن کے دلایل کو غلط کر دیا یا مشتبہ - مگر اِس زمانہ مین جو بحث مشکل پیش آئی ہے وہ یہ ہے کہ فلسفہ اور طبعیات یونانی بھی جسکی بنا پر اُس زمانہ کے علما نے بہت سے مذہبی مسائل بھی قایم کیے تھے علوم جدیدہ سے غلط ثابت ہوا ہے اور علوم جدیدہ کے دلایل صرف قیاسی اور فرضی ہی نہین رہے بلکہ تجربہ اور عمل نے اُن کو درجہ مشاہدہ تک پہونچا دیا ہے - یہان تک کہ عام طور پر مسئلہ محقق مانا جانے لگا کہ علوم مذہب کے مخالف ہین اور وہ مذہب کو اسی طرح جلا دیتے ہین جیسے چھوٹے پودے کو پالا -

جبکہ مین نے علوم جدیدہ و انگریزی زبان کو مسلمانون مین رواج دینے کی کوشش کی تو مجھکو خیال ہوا کہ کیا درحقیقت وہ علوم مذہب اسلام کے ایسے ہی برخلاف ہین جیسا کہا جاتا ہی - مین نے بقدر اپنی طاقت کے تفسیرون کو پڑھا - اور بجز اُن مضامین کے جو علم ادب سے علاقہ رکہتے ہین باقی کو محض فضول اور مملو بروایات ضعیف و موضوع اور قصص بے سروپا سے پایا جو اکثر یہودیون کے قصون سے اخذ کیے گئے تھے - پھر مین نے بقدر اپنی استعداد و طاقت کے کُتب اصول تفسیر پر توجہ کی - اِس اُمید سے کہ اُن مین ضرور کوئی ایسے اصول قایم کیے ہون گے جن کا ماخذ خود قرآن مجید یا کوئی اَور ایسا ہوگا - جسپر کُچھ کلام نہ ہو سکے - مگر اُن مین بجز اِس قسم کے بیان کے کہ قرآن مجید مین فلان فلان علم ہین - مثلاً فقہ و کلام و وعظ اور اسباب خفاے نظم قرآن و لطافت نظم اور بیان اختلاف تفاسیر کے یا شرح غریب قرآن کے اور کچھ نہین ہے - جو زیادہ مبسوط ہین اُن مین آیات مکی و مدنی - صیفی و شتائی - یومی و لیلی اور اُن کے حروف و کلمات یا بحث مجاز وغیرہ کے کوئی ایسے اصول نہین بتائے ہین جن سے وہ مشکلات جو درپیش ہین حل ہو سکین -

پھر مین نے بقدر اپنی طاقت کے خود قرآن مجید پر غور کی اور چاہا کہ قرآن ہی سے سمجھنا چاہیے - کہ اُس کا نظم کن اصولون پر واقع ہوا ہے اور جہانتک میری طاقت مین تھا مین نے سمجھا اور مین نے پایا کہ جو اصول خود قرآن مجید سے نکلتے ہین اُن کے مطابق کوئی مخالفت علوم جدیدہ مین نہ اسلام سے ہے اور نہ قرآن سے - اگر راست ٹہرسی

من شاکر قرآن عظیم ام و ہذا قولی کما قال شاہ ولی اللہ۔ پھر مین نے انہین اصول پر ایک تفسیر قرآن مجید کی لکھنی شروع کی جو اسوقت سورۃ النحل تک ہو چکی ہے۔

اُس تفسیر کے چھپنے اور مشتہر ہونے پر لوگون نے مخالفت کی اور اُسکی تردید مین کتابین لکھین۔ مین نے اُن پر کچھہ التفات نہین کیا اور نہ دیکھا۔ کیونکہ مین سمجھتا تھا کہ انہون نے کیا لکھا ہوگا۔ مگر اِن دنون مین پیارے مہدی نواب محسن الملک نے مجھے دو خط لکھے جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُن کو بھی تفسیر کے بعض یا اکثر مقامات کی نسبت اُسی قسم کے شبہات ہین جو اَور لوگون کو ہین۔ اور وہ دونون خط اور اُن کے جواب یہہ ہین۔

پہلا خط نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علی خان کا

بنام

سید احمد خان

۹ - اگست ۱۸۹۲ء

حیدرآباد دکن

جناب عالی

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

دوسری بات لکھنے کی یہ ہے کہ آجکل مین آپ کی تفسیر لکھہ رہا ہون جسے مدحقیقت ابتک اچھی طرح بلکہ سرسری طور پر بھی نہ دیکھا تھا اور اُس کے نہ دیکھنے کا سبب آپ سے کہہ بھی دیا تھا۔ غالباً آپ اِس بات کے سننے سے تو خوش نہ ہون گے کہ مین اب تک آپ کی رایون سے اتفاق نہین کرتا۔ اور ہر بحث مین اُسے قرآن کی وہ تفسیر جسکو کوئی قرآن کے مطالب کی تشریح اور تفصیل اور تفسیر سمجھے نہین سمجھتا بلکہ اکثر جگہہ تفسیر کو تفسیر القول بما لا یرضی بہ قائلہ تصور کرتا ہون۔ مگر اِسمین شبہہ نہین ہے کہ جس مضمون کو آپ نے لکھا ہے ایسی عمدگی اور خوبی اور صفائی سے بیان کیا ہے کہ اگر آدمی نہایت ہی راسخ الاعتقاد نہ ہو۔ تو ضرور اُسکی تصدیق کرنے لگے اور بلاشبہ ایک جادو کیئے ہوئے آدمی کی طرح آمنا و صدقنا کہنے لگے۔ واقعی خدا نے دل کے حالات کو الفاظ مین ادا کرنے اور تحریر مین لانے کی عجیب حیرت انگیز قوت اور طاقت آپ کو دی ہے کہ اگر اُسے جادو کہین

یا سحر تو بے محل نہو۔ مگر افسوس ہے کہ آپنے اُن مسائل کو جو آجکل یورپ کے وہ تعلیم یافتہ لوگ جو مذہب کے پورے پابند اور معتقد نہین ہین صحیح اور یقینی اور غیر قابل الاعتراض سمجھتے ہین مان لیا اور قرآن کی آیتون کو جن مین اُن کا ذکر ہے ایسا مأول کر دیا کہ وہ تاویل ایسے درجہ پر پہونچگئی کہ اُسپر تاویل کا لفظ بھی صادق نہین ہو سکتا۔ آپ نے مسلمان مفسرون کو تو خوب گالیان دین اور بُرا بھلا کہا اور یہودیون کو مقلد بتایا مگر آپنے خود اِس زمانہ کے لا مذہبون کی باتون پر ایسا یقین کر لیا کہ اُن کو مسائل محققہ صحیحہ یقینیہ قرار دیکر تمام آیتون کو قرآن کے مأول کر دیا۔ اور لطف یہ ہے کہ آپ اُسے تاویل بھی نہین کہتے (تاویل کو تو آپ کفر سمجھتے ہین) بلکہ صحیح تفسیر اور اصلی تفسیر قرآن کی سمجھتے ہین۔ حالانکہ نہ سیاق کلام نہ الفاظ قرآنی نہ محاورات عرب سے اُسکی تائید ہوتی ہے۔ اگر آپ میرے اِس شبہ کو کسی طرح دُور کر سکین تو مجھے ایسی خوشی ہو کہ کیسی اَور چیز سے نہو۔ اِس لیئے کہ اکثر مقامات اُس کے ایسے عمدہ اور پاکیزہ اور اعلےٰ درجہ کے ہین کہ بعد قرآن و حدیث کے اگر کوئی اُسے ورد زبان کرے اور دلپر نقش تو دنیا مین عالم اور سچا مسلمان ہو اور عاقبت مین اُن ثوابون کا مستحق ہو جو سچے مسلمانون کے لیئے خدا نے مقرر کیئے ہین۔

محسن الملک

جواب از طرف سیّد احمد خان

مکرمی مہدی

✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

مین نہایت خوش ہون کہ آپ نے میری تفسیر کو دیکھنا شروع کیا ہے۔ مجھے نہایت خوشی ہے کہ آپ اُسکو مخالفانہ اور غیر معتقدانہ طور پر دیکھین اور اُسکی ایک بات پر بھی یقین نہ کرین سب کو غلط سمجھین مگر اُسکو دیکھین اور غور سے پڑھین۔

آپ نے اِس خط مین لکھا ہے کہ اکثر جگہ تفسیر کو تفسیر القول بما لا یرضی بہ قایلہ تصور کرتا ہون۔ یقینی آپ کے پاس خدا کی بھیجی ہوئی وحی تو آئی نہین جس سے آپ کو ثابت ہوا ہو کہ اِس قول سے مرضی قایل یعنی خدا کی یہ نہین ہی۔ پس ضرور ہی کہ کوئی اَور ذریعہ آپکے پاس ہی جسکی وجہ سے آپنے تفسیر کے مقامات کو ما لا یرضی بہ قایلہ قرار دیا ہے۔

مین نے بہت سوچا کہ وہ ذریعہ آپ کے پاس کیا ہے اور وہ ذریعے دو معلوم ہوئے - اوّل بچپن کی تربیت - بچپن سے باتون کو سنتے سنتے اُن کا نقش کالحجر دل مین ہو جاتا ہے جس کا مٹانا بہت ہی زبردست دل اور نہایت ہی قوت ایمانیہ کا اور بہت ہی غور و فکر کا کام ہے -

دوسرا ذریعہ جو پہلے ذریعہ کا شعبہ ہے - مگر اُس پہلے کو نہایت قوی اور مضبوط کرنے والا ہے وہ علما کے اقوال اور تفاسیر کے مندرجہ رطب و یابس روایتین اور قصے ہین - گو آپ نے اِسی خط مین ایک فقرہ لکھا ہے - کہ* "میرے نزدیک یہ ساری خرابیان غلط مذہبی خیالات اور تقلید سے پیدا ہوئی ہین اور مسلمانون کو اِسی کمبخت تقلید نے اندھا بہرا - گونگا - بنا دیا ہے" مگر افسوس ہے کہ تم یہ خیال نہین کرتے - کہ خود تمہارا بھی یہی حال ہے - آبائی خیالات کو اور خصوصاً ایسے خیالات کو جو مذہبی روایتون پر مبنی ہین چھوڑنا نہایت مشکل ہے - آپ یہ دعویٰ نہ کرین کہ مین آبائی مذہب کو چھوڑ کر شیعہ سے سُنّی ہو گیا ہون - اوّل تو بہت سے اسباب آپ کے گرد ایسے جمع تھے - کہ جن کے سبب سے شیعہ مذہب نے بخوبی جڑ دل مین نہین پکڑی تھی - علاوہ اِس کے یہ تبدل صرف جزئیات مین تھا جو قابل اعتنا نہین ہے - مگر جن امور کو آپ تفسیر القول بما لا یرضی بہ قایلہ قرار دیتے ہین - اُن کی جڑ بہت زیادہ گہری اور نہایت مضبوط دل مین بیٹھی ہوئی ہے اُس کا اُکھڑنا اور اُسکی جگہ دوسری بات کا بیٹھنا گو کہ یہ دوسری بات کیسی ہی سچ و صحیح ہو بہت زیادہ دشوار اور بہت زیادہ مشکل ہے - غرضکہ آپکے پاس کوئی دلیل اِس بات کی نہین ہے کہ آپ تفسیر کو تفسیر القول بما لا یرضی بہ قائلہ سے تعبیر کرین - ہان اُسکو غلط سمجھین اُسکو تسلیم نہ کرین یہ دوسری بات ہے - مگر ما لا یرضی بہ قایلہ نہین کہہ سکتے -

آپنے اپنے خط مین لکھا ہے - کہ "افسوس ہے کہ آپ اُن مسائل کو جو آجکل یورپ کے تعلیم یافتہ لوگ جو مذہب کے پورے پابند اور معتقد نہین ہین صحیح اور یقینی اور غیر قابل الاعتراض سمجھتے ہین مان لیا ہے اور قرآن کی آیتون کو جن مین اُن مسائل کا ذکر ہے ایسا ماول کر دیا ہے کہ وہ

---

* واضح ہو کہ یہ فقرہ خط کے پہلے فقرے مین ہے جو چھوڑ دیا ہے اس لیئے کہ وہ متعلق الہ آباد کانفرنس کے لکچر سے تھا - تفسیر کے مضمون سے متعلق نہین تھا - ۱۲ سید احمد

تاویل اسی وجہ کو پہونچگئی ہے کہ اُسپر تاویل کا لفظ بھی صادق نہین ہوسکتا ۔

تمہارے اس فقرے سے مین خوش بھی ہوا اور متعجب بھی ہوا ۔ خوش تو اس سلیئے ہوا کہ تم نے اُسپر تاویل کا صادق آنا نہین مانا ۔ کیونکہ مین قرآن مجید مین تاویل کو مطابق اُس کے مفہوم عام کے کفر سمجھتا ہون ۔

متعجب اس سلیئے ہوا ۔ کہ تم نے اُس فقرے مین یہ قید کیون لگائی ہے کہ "جو مذہب کے پورے پابند اور معتقد نہین ہین "۔ کیا اگر کوئی لامذہب یعنی غیر معتقد کسی مذہب کا مذاہب موجودہ مین سے یہ بات کہے کہ دو اور دو چار ہوتے ہین ۔ تو کیا اُس کے لامذہب ہونے سے یہ بات غلط ہوجاوے گی ۔ اگر کوئی نہایت پابند مذہب کہے کہ دو اور دو پانچ ہوتے ہین ۔ تو کیا اُس کے پابندِ مذہب ہونے سے یہہ بات صحیح ہوجاوے گی ۔ حاشا و کلّا ۔

ہان ایک بات آپ نے بہت صحیح لکھی ہے کہ اگر آپ میری تفسیر کے کسی مقام کو خلاف سیاق کلام (اگرچہ مجھکو نہایت شبہ ہے ۔ کہ تم اس بات کو سمجھے بھی ہو کہ قرآن مجید کا سیاق کلام کیا ہے اور کس طور پر ہے) اور خلاف الفاظ قرآن اور خلاف محاورہ عرب جاہلیت ثابت کردو ۔ تو مین اُسی وقت اپنی غلطی کا مقر ہوجاؤنگا ۔ مگر مجاز و حقیقت مین یا استعارہ وکنایہ یا خطابیات مین بحث نہ کرنا کیونکہ جیسا تمکو کسی لفظ کے حقیقی یا لغوی معنی لینے کا حق ہے ویسا ہی مجھکو اُسکے مجازی معنی لینے یا استعارہ و کنایہ یا از قسم خطابیات قرار دینے کا حق ہے اور اُس کے سلیئے ایک عام مثل دینی کافی ہے جیسے کہ علما نے نسبت خدا کے ید اور وجہ اور استوا علی العرش اور ہبوط کے مذاہب مختلفہ اختیار کیئے ہین اور مین خیال کرتا ہون کہ شاید تم بھی اُن کے حقیقی اور لغوی معنی نہین لیتے اور اُسکی لیئے کوئی وجہ رکھتے ہو ۔ اسیطرح مین بھی ایسا کرنے کے سلیئے قطعی اور یقینی وجہ رکھتا ہون ۔ پس اُسپر بحث بحث نہوگی بلکہ مکابرہ ہوگا ۔

جانِ من حقیقت یہ ہے ۔ کہ تم نے خدا کی عظمت کا جس عظمت کے وہ لائق ہے اور قرآن مجید کی صداقت کا جس صداقت کے وہ لائق ہے اور مذہب اسلام کی عزت اور سچائی کا جس عزت اور سچائی کے وہ لائق ہے اپنے دلپر نقش کالحجر نہین کیا ہے اس سلیئے تمہاری رائے یا تمہارا دل اور تمہارا ایمان ڈاون ڈول ہوتا ہے ۔ اگر تمام

خیالات کو دل سے محو کر کے یہ سچا اور دلی یقین کر لو کہ خدا سچا ہے اور قرآن اُسکا کلام اور بالکل سچا ہے تو تم کو اِس قسم کے شبہات ہرگز پیدا نہ ہون -

پس سمجھو کہ تفسیر لکھنے مین میرے اصول کیا ہین - اُس کے بالاستیعاب بیان کرنے کے لیئے تو ایک رسالہ مستقل چاہیئے - مگر مین چند کو جو مقدم ہین تبلاتا ہون -

پہلا اصُول یہ ہے کہ خدا سچا ہے اور قرآن مجید اُس کا کلام اور بالکل سچ اور صحیح ہے - کوئی علم یعنی سچ اُسکو جُھٹلا نہین سکتا بلکہ اُسکی سچائی پر زیادہ روشنی ڈالتا ہے -

دوسرا اصُول یہ ہے کہ اب ہماری سامنے دو چیزین موجود ہین (۱) ورک آف گاڈ یعنی خدا کے کام - (۲) ورڈ آف گاڈ یعنی خدا کا کلام یعنی قرآن مجید اور ورک آف گاڈ اور ورڈ آف گاڈ کبھی مختلف نہین ہو سکتا - اگر مختلف ہو - تو ورک آف گاڈ تو موجود ہے جس سے انکار نہین ہو سکتا - اور اِس لیئے ورڈ آف گاڈ جسکو کہا جاتا ہے اُسکا جھوٹا ہونا لازم آتا ہے نعوذ باللہ منہا اِس لیئے ضرور ہے کہ دونون متحد ہون -

تیسرا اصُول - ورک آف گاڈ یعنی قانونِ قدرت ایک عملی عہد خدا کا ہے اور وعدہ اور عہد یہ قولی معاہدہ ہے اور اُن دونون مین سے کوئی بھی خلاف نہین ہو سکتا لیکن اِس سے یہ سمجھنا کہ اُسکی تسلیم سے خدا کی قدرت مطلق مین نقصان آتا ہے جیسا کہ مین سمجھتا ہون کہ تمہارا خیال ہے - محض غلط اور وہم اور ناسمجھی ہے - اِس راز کے سمجھانے کو چند سطرین کافی نہین -

چوتھا اصُول - خواہ یہ تسلیم کرو کہ انسان مذہب یعنی خدا کی عبادت کے لیئے پیدا ہوا ہے - خواہ یہ کہو کہ مذہب انسان کے لیئے بنایا گیا ہے - دونون حالتون مین ضرور ہے کہ انسان مین بہ نسبت دیگر حیوانات کے کوئی ایسی چیز ہو - کہ وہ اُس بار کے اُٹھانے کا مکلف ہو - اور انسان مین وہ شے کیا ہے ؟ عقل ہے - اِس لیئے ضرور ہے کہ جو مذہب اُسکو دیا جاوے وہ عقل انسانی کے مافوق نہ ہو (مجھکو افسوس ہے کہ تم ہرگز نہین سمجھتے کہ عقل انسانی اور عقل شخصی مین کیا فرق ہے) اگر وہ عقل انسانی کے مافوق ہے تو انسان اُس کا مکلف نہین ہو سکتا - بلکہ اُسکی ایسی مثال ہوگی جیسے کہ بیل یا گدھے کو امر و نہی کا مکلف قرار دیا جاوے یا جونپور کا قاضی بنا دیا جاوے -

مذہب اسلام اور خدا کا کلام اِن تمام نقصانون سے پاک ہے وہ بتاتا ہے کہ تم سمجھ لو

اور سمجھکر یقین کر لو کہ جو کچھہ خدا بتاتا ہے اور کہتا ہے وہ سچ ہے - اس سے زیادہ سچائی کیا ہو سکتی ہے جو بانئی اسلام کی زبان سے کہدینے کو خدا نے فرمایا ہے - انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم اله واحد - انما انا بشیر ونذیر جانِ من مذہب اسلام اور خدا کے کلام کو دیو و پری کے قصے مت بناؤ - ورنہ جو فوقیت اسلام کو دوسرے مذاہب باطلہ سے ہے وہ ساقط ہو جاتی ہے - اور انسان عقل انسانی کی رو سے قابل یقین نہین رہتا -

جاہل ایک بات کو جو عقل انسانی کے مافوق ہے مان سکتا ہی اس وجہ سے کہ فلان بزرگ نے کہی ہے اور اُس کا ایمان مضبوط رہتا ہی - کیونکہ وہ اس کے سوا اور کچھہ نہین جانتا مگر جبکہ خدا نے عقل انسانی یا اُسکا کوئی حصہ عطا کیا ہے وہ ایسی بات پر جو مافوق عقل انسانی ہی یقین نہین کر سکتا -

مین نے بہت سے عالمون کو یہ بات کہتے سُنا ہے اور شاید تمپر بھی گذرا ہوگا کہ فلان بات دل مین تو نہین بیٹھتی یا سمجھہ مین تو نہین آتی مگر قرآن یا حدیث مین آئی ہی مان لینی چاہیئے - اس طرح مان لینے پر یقین اور ایمان کامل کا اطلاق نہین ہو سکتا - گو کہ نجات کے لیئے کافی ہو -

اَب تمہارے دل مین بہت سے شبہات پیدا ہونگے اور تم خیال کروگے کہ مذہب اسلام اور قرآن مجید مین تو بہت باتین مافوق عقل انسانی ہین - مگر یہ تمہاری سمجھہ کا قصور ہی - قرآن مجید اس نقصان سے پاک ہی -

تم نے بہت مدت تک نوکری کی اَب اُسکو چھوڑدو علیگڈھ مین چلے آؤ یہان رہو چند مدت کی گفتگو اور سمجھانے اور بتانے کے بعد تمکو ثابت ہو جاویگا کہ اسلام مین اور قرآن مجید مین کوئی بات مافوق عقل انسانی نہین ہی - والسلام

از الہ آباد

۱۷ - اگست ۱۸۹۲ء

خاکسار

سید احمد

دوسرا خط نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علی خان کا

بنام

سید احمد

۱۹ ستمبر سنہ ۱۸۹۲ء

حیدرآباد دکن

جناب عالی

آپ کا خط ۱۷- اگست کا لکھا ہوا پہونچا- مجھے اس کا ذرا بھی خیال نہ تھا- کہ اُن دو فقرون پر جو یون ہی سرسری طور پر میرے قلم سے آپکی تفسیر کی نسبت نکل گئے تھے آپ اتنی توجہ فرماوین گے اور اُس کے متعلق ایسا بڑا خط لکھین گے- مگر مین نہایت خوش ہون کہ آپنے اُسپر ایسی توجہ فرمائی اور مجھے اپنے شبہات کا زیادہ تفصیل سے عرض کرنیکا موقع دیا- مجھے اُمید ہے کہ آپ نہایت ٹھنڈے دل سے میری اس تحریر کو ملاحظہ فرماوینگے اور محققانہ جواب سے میرے دل کے سارے شکوک دور کردین گے- آپ یقین کیجئے کہ مین اگرچہ آپ کے نزدیک آبائی تقلید کی دلدل مین پھنسا ہون- مگر اُس سے نکلنے پر آمادہ ہون- بشرطیکہ آپ مجھے ثابت کردین کہ مین درحقیقت کسی ایسی دلدل مین پھنسا ہون اور یہ کہ اُس سے نکلنے کے بعد کسی ایسے گہرے تاریک اور آگ سے بھرے ہوئے غار مین گرنے کا اندیشہ نہین ہے جسکی نسبت میرے حق مین دلدل مین پھنسا رہنا زیادہ مفید ہو-

حضرت- آپنے اٹھارہ برس گے بعد میرے دل پر تازیانہ لگایا ہے اور بھرے ہوئے زخم کو پھر ہرا کیا ہے اگر اُسکے دردسے مین چلاؤن اور نالہ و شیون کرون تو مجھے معذور سمجھیے- اور میرے شور و فغان کو سُنکر میرے درد کی دوا فرمائیے- ایسا نہو کہ آپ اور چوٹ لگا دین اور مجھے چلانے اور غُل مچانے پر زیادہ مجبور کرین-

جناب والا- آپنے میرے اُس خیال کی نسبت جو آپکی تفسیر کی نسبت ہے دو سبب قرار دیئے ہین- ایک آبائی خیالات کی پابندی- دوسرے علما کے اقوال اور تفاسیر پر یقین- پہلے امر کی نسبت مین تسلیم کرتا ہون کہ خدا نے اپنی مہربانی سے مجھے مسلمان کے گھر مین پیدا کیا- بچپن سے میرے کان مین اسلام کی باتین ڈالین- لڑکپن سے مین اسلامی باتین سُنتا رہا اور بلاشُبہ اُن کا بہت بڑا اثر میرے دل پر ہوا- مگر مین یہ بات نہین مان سکتا کہ جو کچھ مین نے سُنا اور جو کچھ سُنی ہوئی باتون کا اثر میرے دل پر ہوا وہ عموماً

ایسا قوی تھا کہ اُسکو مین دل سے مٹا نہین سکا - مین اپنی زندگی کے پچھلے دنون پر جب
ایک سرسری نظر ڈالتا ہون تو ایک بہت بڑا سلسلہ ایسے خیالات اور اعتقادات کا پاتا
ہون جن مین نہایت تغیر و تبدل ہوا ہے - بہت سی چیزین ایسی دیکھتا ہون جنکو مین اول
صحیح سمجھتا تھا مگر اب غلط جانتا ہون اور بہت سے خیالات ایسے ہین جن کو ایک زمانہ مین
بُرا جانتا تھا مگر اب اچھا سمجھتا ہون - پھر مین یہ تغیر خیالات کا صرف جزئیات مین نہین پاتا بلکہ
اصول اور کلیات مین بھی - پس اگر آپ کے ارشاد کے موافق آبائی تقلید کی جڑ میرے دل
مین ایسی مضبوط ہوتی - کہ کسی طرح وہ اُکھڑ نہ سکتی - تو مین اپنے دل سے ایسے خیالات
کو جو لڑکپن سے میرے دل مین جمے ہوئے تھے کیونکر اُکھاڑ کر پھینک دیتا اور بہت سی
ایسی باتون کو جو سنتے سنتے کالنقش فی الحجر ہو گئی تھین حرف غلط کی طرح صفحۂ دل سے
کس طرح مٹا سکتا - اس لیئے جہان تک مین اپنے دل کو دیکھتا ہون اُسے حق کے
قبول پر آمادہ اور آبائی خیالات اور رسم و رواج اور قوم اور برادری کی پابندی سے آزاد
پاتا ہون - اسپر میری رائے جبکہ آپکی تفسیر کے بعض مضامین سے ایسی مخالف ہے
کہ اُسکی نسبت القول بما لا یرضی بہ قائلہ کہہ بیٹھا تو اس کا کوئی نہ کوئی سبب ہوگا
بظاہر حالات تو مقتضی اس کے تھے کہ مین آپکی رائے سے اتفاق کرتا - اور آپ کے ہر خیال
کو اچھا سمجھتا - اس لیئے کہ علاوہ اُس یقین کے کہ جو مجھے آپ کے اسلام اور عالی دماغی
اور بلند خیالی اور پاک باطنی پر ہے میرے دل کو آپ سے وہ نسبت ہے جو لوہے کو
مقناطیس سے - جس طرح کہ اُس کے اختیار سے خارج ہے کہ مقناطیس کی طرف نہ جھکے اور
اپنے آپ کو اُس کی کشش سے بچا سکے اسی طرح میرے امکان مین نہین ہے کہ آپکی
بات نہ مانون اور آپ کے خیالات کا ہمصفیر نہ ہون - مگر باوجود اس کے جبکہ مین آپکی
تفسیر کے بعض مضامین کا مخالف ہوا اور مخالف بھی ایسا کہ اُس مخالفت کو نہ آپ کی
وہ عظمت و وقعت جو میرے دل مین ہے روک سکی - نہ وہ محبت و ارادت جو مجھکو آپ سے
ہے اُسکی مانع ہوئی - نہ آپ کی جادو بھری تحریر نے اثر کیا - نہ آپکی پُر زور تقریر نے - تو
میری پیارے سید خدا کے لیئے انصاف کرو - کہ اُس کا سبب بچپن کی سُنی سنائی
باتون کا اثر ہوگا - یا اُس قوت ایمانیہ کا - جس کے مقابلے مین ساری خیالات محبت اور عظمت
و ارادت کے دب گئے - اور یہ کمزور دل کا کام ہے یا اُس زبردست دل کا جس نے

حق بات پر کسی اَور چیز کو غالب ہونے نہ دیا۔

دوسرا سبب۔ میری مخالفت کا آپ اُس اعتقاد کو قرار دیتے ہین جو مجھے علما کے اقوال اور تفاسیر کے رطب و یابس روایات پر ہے اور جو آپ کے نزدیک پہلے سبب کا قوی اور مضبوط کرنے والا ہے۔ آپکی اس تحریر نے مجھو نہایت تعجب کیا۔ اس لیئے کہ آپ سے بہتر کوئی نہین جانتا کہ میرے خیالات اِس بارہ مین کیا ہین اور علما اور اُن کی کتابون کی نسبت مین کیا رائے رکھتا ہون۔ آپ خوب جانتے ہین کہ میرے نزدیک نہ کوئی کتاب خدا کی کتاب کے سوا غلطی سے پاک ہے گو وہ کیسی ہی اصح الکتب کیون نہ سمجھی گئی ہو۔ اور نہ کوئی شخص سوائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے خطا اور غلطی سے محفوظ ہے۔ گو وہ صحابی اور امام ہی کیون نہ ہو۔ بلاشبہ اسلام اسپر فخر کرسکتا ہی کہ اُسمیں بہت بڑے مفسر اور محدث اور مجتہد اور عالم اور فقیہہ اور حکیم ہوئے۔ اور بہت مفید اور قابل قدر کتابین لکھی گئین۔ اور ہمارے بزرگون نے بہت بڑا ذخیرہ علم کا ہمارے لیئے چھوڑا اور ہم اُن کے علم اور اجتہاد اور رائے اور تالیفات سے بہت بڑی مدد پاتے ہین مگر کوئی بہی اُن مین معصوم نہ تھا۔ نہ کسی پر جبریل امین وحی لائے تہے نہ کسی کی شان مین خدا نے ماینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی فرمایا تہا۔ اسپر بھی اگر کوئی کسی کو ہر طرح سے ہر بات مین اور ہر حالت مین واجب التقلید سمجھے اور باوجود ظاہر ہو جانے غلطی کے خواہ وہ عقل و فطرت کی وجہ سے ہو یا کسی اور سبب سے اُسی کی کہی ہوئی یا لکھی ہوئی بات کو سچ سمجھتا اور یقین کرتا رہے تو وہ میرے نزدیک مشرک فی صفة النبوة ہے اور عقل سے خارج اور راہ راست سے کوسون دور۔ کیا خوب فرمایا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے من جبل الحق وقفا علی واحد من النظار فھو الی الکفر والتناقص اقرب پس جبکہ عالمون اور کتابون کی نسبت میری یہ رائے ہو اور جیسے آپ خوب جانتے ہون تو آپ میری اُس تعجب اور تاسف کا اندازہ کر سکتے ہین جو آپکی اس تحریر سے مجھی ہوا ہوگا۔ خیر آپکو اختیار ہے جو سبب چاہین آپ اُسکا قرار دین خواہ بچپن کے خیالات کو خواہ علما کے اقوال پر یقین کرنے کو۔ مگر میرے نزدیک تو اسکا سبب صرف یہ ہے کہ آپ کی تفسیر بعض مقام پر تفسیر الکلام بما لا یرضی به قایلہ ہی۔

جناب من۔ بہی تو آپنے اپنی تفسیر کے اعلیٰ مقامات کے نہ سمجھنے پر یہ الزام لگایا۔ کہ

بچپن کی سُنی سُنائی ہوئی باتین دل مین ایسی جم گئی ہین۔ کہ اُنھون نے غور و فکر کی قوت کو
بیکار کر دیا ہے۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ اس زمانہ کے فلاسفر اور سائنس (علم) کے جاننے
والے جو تمام درجے نیچر (فطرۃ) کے طے کر کے نئی روشنی دنیا مین پھیلا رہے ہین۔
اگر حضرت کی نسبت کہین کہ گو آپنے تقلید چھوڑی کتابون کو ردّی سمجھا عالمون اور
مفسرون کی تضحیک کی اور اپنے نزدیک تحقیق کے بڑے بڑے درجہ پر قدم رکھا اور
قرآن کو نیچر اور قوانین نیچر کے مطابق کرنے مین بڑی زحمت اُٹھائی۔ مگر باوجود اس
عالی دماغی اور روشن ضمیری اور محققانہ خیالات اور حکیمانہ دماغ کے بچپن کی سُنی سُنائی
باتون کے اثر سے آپ اپنے آپ کو بچا نہ سکے۔ اور اب تک خدا کے مقر رسول کے
قایل اور اصول دین کے معتقد بنے رہے۔ قصور معاف۔ آپکو اسکے جواب دینے مین
اتنی آسانی نہ ہوگی جتنی کہ مجھے آپ کے ارشاد کے جواب مین ہے۔ اس لیئے کہ مین
ایک حد پر پہونچکر عقل کو معزول اور فطرت سے اپنے آپ کو بیخبر کہکر اپنا پیچھا چھڑالون گا
اور علی بدین الیجایز کا اقرار کرنے لگون گا۔ مگر آپ کو بڑی مشکل پیش آوے گی کہ
آپ ایک اصل کو بھی اصول دین سے اور ایک اعتقاد کو بھی منجملہ معتقدات مذہب کے
ماڈرن سائنس (علوم جدیدہ) اور زمانہ حال کے فلسفہ کی رُو سے لاآف نیچر کے مطابق
ثابت نہ کر سکین گے[2]۔ یہ میرا کہنا درحقیقت معارضہ بالمثل نہین ہے اور نہ آپ کی جناب
مین گستاخانہ خیال۔ مین اپنی ارادت اور عقیدت اور آپ کی شان کو اس سے بہت
ارفع و اعلیٰ سمجھتا ہون کہ کوئی بے ادبانہ اور گستاخانہ بات زبان پر لاؤن مگر عقیدت یا
عظمت واقعات کو بدل نہین سکتی۔ جو کچھ مین نے کہا ہے یہ ایک واقعہ ہے اور اس زمانہ کے
فلاسفر اور حکیم اور نئی سائنس کے عالم مذہبی خیالات رکھنے والون کی نسبت یہی کہتے ہین

---

[1] کچھ عجیب نہین کہ اس مقام پر جو کچھ کہا ہے سچ ہو گر مین نے اپنی دانست مین خدا اور رسول کو اور اسلام کی حقیقت کو بعد تحقیق اور بعد یقین مانا ہے۔ باینہمہ اگر اُسمین کوئی شایبہ بچپن کی سُنی ہوئی باتون اور تعلیم پائی ہوئی کے اثر کا ہو۔ اُس سے مین انکار نہین کر سکتا۔ ۱۲ سید احمد

[2] یہ کہنا صحیح نہین ہے کیونکہ مجھے دعویٰ ہے اور یقین ہے کہ مین ہمیشہ بر آمد ہو سکون گا۔ والا فهو كاف لتسكين قلبي ولا حاجة لي ان اقول على بدين الیجایز۔ ۱۲ سید احمد

چنانچہ ایک بہت بڑا یورپین عالم اپنی ایک مشہور کتاب مین جہان اُس نے خدا کی قدرت
اور ارادہ اور علم اور تصرف فی العالم اور خالق خبیر وشہیر ہونے سے انکار کیا ہے اور اُسکو صرف
ایک ایسی علۃ العلل قرار دیا ہے جسے کسی قسم کا اختیار یا تصرف عالم مین نہین ہے
کہتا ہے کہ "یہ عقیدہ پُرانے خیالات سے زیادہ تر صاف اور عاقلانہ ہے - مگر اسمین شک
نہین کہ اُس کے ماننے کے لیئے زیادہ قوت دل کی ضرورت ہے اور جن لوگون کو ہر
معمولی واقعہ مین خدا کی خاص قدرت اور ارادہ اور پیش بینی اور ہر روزمرہ کی چیزون مین اُس کی
نگرانی اور علم کے آثار پانے کی عادت ہوگئی ہے اُن کو یہ عقیدہ سرد اور غیر تسکین بخش
معلوم ہوگا - لیکن اُمیدین اور خیالات واقعات کے مقابلہ مین بے طاقت ہین" ایک
اَور صاحب فرماتے ہین کہ "جسے لوگ خدا اور خالق کہتے ہین وہ خود انسان کا مخلوق ہے"
یعنی اپنے دل سے اُسے پیدا کرلیا ہے اور اپنے صفات کا جامع قرار دیا ہے" یہ صاحب دنیا
کے ناقص اور غیر مکمل اور بے ترتیب ہونے پر اُسکے بنانے والے کو براہ تمسخر و طنز نوآموز
قرار دیکر خدا کے ماننے والون کو احمق اور بے دقوف کہتے اور کتب آسمانی کے غلط اور
جھوٹ ہونے پر اُنہین کی شہادت لاتے ہین - چنانچہ انجیل سی پاک کتاب کی نسبت آپ
فرماتے ہین کہ "میری رائے مین کسی دانشمند آدمی کو اِس بات کے یقین دلانے کو
کہ انجیل انسان کی بناوٹ بلکہ وحشیانہ ایجاد ہے - صرف اسی قدر ضرورت ہے کہ وہ انجیل کو
پڑھے" پھر آپ لوگون سے فرماتے ہین کہ "تم انجیل کو اِس طور سے پڑھو جیسے کہ تم
اَور کسی کتاب کو پڑھتے ہو - اور اُسکی نسبت ایسے خیالات کرو جیسے کہ اَور کتابون کی
نسبت کرتے ہو - اپنی آنکھون سے تعظیم کی پٹی نکال ڈالو - اور اپنے دل سے خوف کے
بھوت کو بھگا دو اور دماغ اوہام سے خالی کرو - تب انجیل مقدس کو پڑھو - تو تمکو تعجب ہوگا کہ تمنے
ایک لحظہ کے لیئے بھی کیونکر اِس جہالت اور ظلم کے مصنف کو عقلمند اور نیک اور پاک
خیال کیا تھا" * یہ خیالات کچھ ایک دو مصنفون کے نہین ہین بلکہ اکثر سائینس کے
جاننے والے مذہب کے ماننے والون اور خدا کے متصف بصفات وجوبیہ و سلبیہ

---

* آپ یقین کرلین کہ جب ہم آن کے مقابل کچھ لکھین گے تو اُن کے ان اقوال کا غلط ہونا نقلی رو
سے اور عقلی دلایل سے ثابت کردین گے - ۱۲ سید احمد

سمجھنے والون پر نہایت تعجب اور تاسّف کرتے ہین - پس جبتک کہ آدمی علم کی معراج کے
اُس درجہ پر نہ پہونچ جاوے وہ ایسے لوگون کے نزدیک ضرور آبائی خیالات کا پابند سمجھا
جاویگا اور جب تک خدا اور رسوٗل اور معاد اور اصول دین کو مانتا رہیگا گو وہ کتنے ہی زینے
علم ونیچر کے طے کر چکا ہو کچھ ہی ساضعیف القلب اور کمزور ٹھہرے گا - اگر فرق ہوگا
تو کمی بیشی کا - مجھے ایسے لوگ زیادہ بودے دل کا سمجھین گے اس لیئے کہ مین خدا کو
قاضی الحاجات سمجھتا ہون - دُعا کو ایک سبب حصول مقصد کا اور اجابت دعا کے
معنی مطلب کا حاصل ہونا جانتا ہون - جبریل کو ایک فرشتہ وحی کا لانے والا اور نبوت
کو ایک عہدہ خدا کا دیا ہوا خیال کرتا ہون - آپ کو ان باتون کے انکار سے بہ نسبت
میرے زیادہ قوی اور زیادہ ہمت والا سمجھین گے - مگر پورا مرد اور بچپن کی سُنی سُنائی
باتون کی قید سے کامل آزاد نہ کہین گے - اس لیئے کہ آپ بھی خدا کے معتقد رسوٗل
کے قایل قرآن مجید کے مقر ہین اور عذاب و ثواب حشر و نشر وغیرہ اصول دین کو مانتے
ہین گو بعض کی حقیقت مین عام مسلمین سے کچھ اختلاف رکھتے ہون -

بہرحال جو دو سبب آپنے میری مخالفت کے اپنی تفسیر سے قرار دیئے ہین
اُن مین سے کسی ایک کو بھی مین نہین مانتا - (الحمد للہ - ۱۲ سید احمد) اب رہا یہ امر کہ میرے
پاس خدا کی بھیجی ہوئی وحی آئی تھی جس سے مجھے ثابت ہوا کہ مرضی قایل یعنی خدا کی وہ
نہین ہے جو آپ سمجھے ہین - اُسکی نسبت باد ب تمام عرض کرتا ہون کہ مجھپر تو وحی آنیکی
ضرورت جب ہوتی - کہ مین کوئی ایسی بات بیان کرتا جو انسانون کی معمولی سمجھ سے خارج
ہوتی یا وہ معنی قرآن کے بیان کرتا جسے نہ صاحب الوحی سمجھے تھے نہ صحابہ نہ آیمہ نہ عامہ
مسلمین[1] - ہان آپنے بعض مقامات پر قرآن کے وہ معنی بتائے ہین جو نہ لفظون سے
نکلتے ہین نہ محاورہ عرب کے مطابق ہین نہ سیاق کلام کے موافق بلکہ جو اسلام کا منشا
اور قرآن کا مقصود اور پیغمبر کی ہدایت کی اصلی غرض ہے اُن سب کے خلاف - پس ایسی
صریح اور صاف بات کے لیئے مجھپر وحی آنے کی ضرورت نہ تھی اور خدا کی عام مرضی معلوم
ہونے کے بعد جو معنی اُس کے خلاف لیئے گئے اُسپر لایرضی بہ قایلہ کہنا بیجا نہ تھا

[1] ابھی یہ دعویٰ ثابت نہین ہوا اور بغیر اسکے ثابت کرنے کے کیونکر اسکو دلیل گردانا ہی ۱۲ سید احمد

اب رہا اسکا ثبوت - وہ مین آیندہ آپکی تفسیر کے بعض اقوال نقل کرکے بخوبی دونگا [۱]
مگر باینہمہ آپ یہ خیال نفرمادین کہ مین اُس ضرورت سے بے خبر ہون جس نے آپکو
تفسیر لکھنے پر مجبور کیا - یا مذہب اور علم کی اُس لڑائی سے ناواقف ہون جو نہایت زور
شور سے اس زمانہ مین ہورہی ہے - یا مین علم کے حملہ کو خفیف سمجھتا ہون جو وہ نئے ڈھنگ
سے اور نو ایجاد ہتہیارون سے مذہب پہ کررہا ہے یا مین اپنے ان کی موجودہ کتابون
کو اسوقت کی ضرورت کے لیئے کافی سمجھتا ہون یا نئے خیالات اور نئے افکار کا
مخالف ہون - غالباً بہت کم آدمی ایسے ہونگے جو مجھ سے بڑھکر اسبات کے خواہشمند
ہون کہ مذہب علم کے حملہ سے بچایا جاوے اور کم ایسے لوگ ہونگے جو آپکی اس مردانہ
ہمت کی داد دیتے ہون - آپ اِس لڑائی مین اسلام کا سفید عَلَم لیکر علم کے سامنے آئے
اور ایسے غالب اور قوی حریف سے مصالحت کی کوشش کی - مجھسے بڑھکر کوئی نہین
جانتا کہ تفسیر کے لکھنے سے آپ کا مقصود کیا ہی - کچھ نہین سوائے اسکے کہ اسلام اپنی سلطنت
پر قایم رہے اور علم اُس کا دوست سمجھا جاوے اور آپ کی تفسیر مین اس بات کی بہت سی
نشانیان بھی پائی جاتی ہین اور وہ غور سے دیکھنے والے کو نہایت اعلے مضامین اور
حکیمانہ خیالات اور محققانہ باتون سے بھری ہوئی نظر آتی ہے - لاریب فیہ انہ کنز
مدفون من جواہر الفوائد وبحر مشحون بنفائس الفرائد مگر مین یہ نہین
مانتا کہ آپ ہر جگہ اِس مقصود کے حاصل کرنے مین کامیاب ہوئے بلکہ برخلاف اُسکے مین
یہ کہہ سکتا ہون کہ آپ بعض جگہ تسامح کے درجہ سے گزر کر مغالطہ مین پڑگئے - اور جس
حد پر پہونچکر آپ کو ٹھہرنا چاہیئے تھا اُس سے گذر گئے - آپنے اُن باتون کو جو اِس زمانہ
کے علم و سائنس نے پیدا کی ہین بغیر کسی شک و شبہ کے صحیح اور یقینی مان لیا - اور جو
باتین قرآن مین بظاہر اُس کی مخالف معلوم ہوئین اُسمین ایسی تاویلین کرنی شروع کین کہ قرآن
کا مقصود ہی فوت ہوگیا اور اسپر ستم ظریفی آپ کی یہ ہے کہ آپ تاویل کو کفر قرار دیتے
اور اپنی تفسیر کو قرآن کے الفاظ اور سیاق اور محاورے اور مقصود و محاورے کے مطابق بتاتے
ہین - لیکن اِس سے بھی آپ کا اصل مقصود کوسون دور رہا - اِس لیئے کہ نیچر اور

[۱] جب دوگے اور جب ثابت کروگے تب دلیل مین لانا اسوقت اُسپر استدلال بے موقع ہے ۱۲ سید احمد

لاآف نیچر اگر وہی ہے جو اس زمانہ کے یورپین حکیم بتاتے ہین تو خدا کی خدائی اور رسولون
کی رسالت اور عذاب وثواب کا اقرار وہی آبائی تقلید اور بچپن کی سُنی سنائی باتون کا اثر
سمجھا جاویگا اور قرآن باوجود انکار معجزات اور خرق عادات اور دعا اور اجابت دعا اور فرشتون
اور جنات کے نیچر اور لاآف نیچر کے مخالف ہی رہیگا - پس میرے نزدیک آپ دو
مصیبتون مین سے ایک مین سے بھی نکل سکے - کہین قرآن کے معنی سمجھنے مین غلطی
کی اور کہین نیچر اور لاآف نیچر کے ثابت کرنے مین - بعض جگہ تو آپ قرآن کا وہ مطلب سمجھے
جو نہ خدا سمجھا نہ جبریل نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ صحابہ نہ اہلبیت نہ عامہ مسلمان اور کہین نیچر
کے دائرہ سے نکل گئے اور مذہبی آدمیون کی طرح پُرانے خیالات اور پُرانی دلیلون اور پُرانی
باتون کا گیت گانے لگے - چنانچہ آپکی تفسیر مین دونون باتون کا جلوہ نظر آتا ہے جہان
آپ نے دعا اور اجابت دعا کے مشہور معنون سے انکار کیا معجزات اور خرق عادات
کو ناممکن سمجھکر حضرت عیسیٰ کے بے باپ پیدا ہونے اور اُن کی طفلی کے زمانہ کے
واقعات اور احیائے اموات وغیرہ باتون کو اہل کتاب کی کہانیان بتلایا وہان آپ نے
دکھا دیا کہ آپ کی تفسیر قرآن کے الفاظ اور سیاق عبارت اور اُس کے عام منشا سے
کچھ مناسبت اور مطابقت نہین رکھتی - اور جہان آپنے خدا کی خُدائی اور پیغمبر کی پیغمبری
اور قرآن کے کلام الٰہی ہونے اور ثواب وعذاب وغیرہ کا اقرار کیا گو اُسکی حقیقت مین
علمائے ظاہری کی رایون سے اختلاف کیا ہو وہان آپنے ثابت کردیا کہ نیچر اور لاآف نیچر کا کچھہ
کبھی اثر آپ پر نہین ہوا وہی سب پُرانے خیالات آپ کے دل مین سمائے ہوئے ہین -
جن پر نیچر کے جاننے والے اور لاآف نیچر کے ماننے والے ہنستے ہین - کیا آپ ثابت کرسکتے
ہین کہ یہ اعتقادات لاآف نیچر (قوانین فطرت) کے مطابق ہین (ہان ۱۲ سید احمد) یا
ماڈرن سائینس (علوم جدیدہ) سے اُنکی تصدیق ہوسکتی ہے (ہان ہوسکتی ہے ۱۲ سید احمد)
اور اعتقادات کا تو کیا ذکر ہے - آپ اگر خدا کی خدائی فلسفہ جدیدہ سے ثابت کردیجیے
(بیشک ۱۲ سید احمد) اور اُس کے خالق اور قادر اور حکیم اور علیم ہونے کا ثبوت حکماء زمانہ
حال کے اقوال سے پیش کیجیے (اسکی کچھ حاجت نہین - ۱۲ سید احمد) میرے نزدیک اکثر
فلسفی تو ایسے باہمت اور بہادر اور دل کے قوی ہین کہ وہ خدا کے وجود کے اعتقاد سے
بڑھکر کسی بات کو بیہودہ نہین سمجھتے - اور نعوذ باللہ خدا کو خود انسان کے وہم وخیال کا

پیدا کیا ہوا کہتے ہین۔ ہان بعض اُس کے وجود کے قائل ہین یا یون کہئیے کہ منکر نہین ہین۔ مگر وہ بھی کس خدا کے قائل ہین اُس خدا کے نہین جو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور محمد کا خدا ہے بلکہ اُس خدا کے جو ڈاروِن اور ہیکل کا خدا ہے جس کا نام اُن کی بان مین فرسٹ کاز اور عربی مین علۃ العلل ہے واین خدا بجوے نمی ارزد و بکار ما نمی آید اُنکی خدا نے نہ کسی چیز کو اپنے ارادے اور مرضی سے پیدا کیا اور نہ کر سکتا ہی۔ نہ کسی چیز مین تصرف کیا نہ کر سکتا ہے۔ نہ وہ کسی قسم کا اختیار رکھتا ہے نہ کسی چیز کو جانتا ہی۔ نہ کسی بات کو سُنتا ہے۔ نہ قاضی الحاجات ہے نہ سمیع الدعوات۔ نہ فاعل مختار ہی نہ قادر علی الاطلاق۔ ہان اِس سے انکار نہین کہ وہ ایک ہستی ہو جس سے کوئی غیر معلوم مادہ بلا اُس کے اختیار اور بغیر اُس کی مرضی کے اور بغیر تقدم زمانہ کے ظاہر یا پیدا ہو گیا اور اِس سے دوسرا اور دوسری سے تیسرا اور تیسرے سے چوتھا۔ وہلم جرا مواد پیدا ہوتے ہوتے مادی کائنات کا ظہور ہوا اور ایک ناکامل حالت سے آہستہ آہستہ ترقی کرتے کرتے لاکھون کروڑون برسون کے تغیرات اور تنازعات کے بعد یہ دنیا بنی۔ اور جو کچھ اب ہم دیکھتے ہین اُس کا اسطور پر ظہور تدریجی عمل مین آیا۔ ولکن لیس فیھما مایدل علی الاختیار بل کلہ عن الاضطرار۔ پس اگر یہ مسئلہ نیچر کا مان لیا جاوے اور یہ لاز آف نیچر تسلیم کر لیئے جاوین۔ تو فرمائیے کہ وہ خدا جو خالق اور صانع قادر اور مرید سمیع علیم مصور اور حکیم اور کیا کیا مانا جاتا ہے کہان باقی رہتا ہے اور جب تک کوئی ڈاروِن کا ہمخیال اور ہیکل کا ہمصفیر نہ بنجاوے کیونکر وہ دل کا مضبوط اور دانشمند کہا جا سکتا ہے[1] رہا اُن کا ہمخیال اور ہمصفیر ہونا۔ اِس کی کسی اَور کو خواہش ہو تو ہو مگر مجھے تو نہ اُس کی خواہش ہی اور نہ طاقت (شاباش۔ شاباش ۱۲ سید احمد) میرا بودا دل اور ضعیف دماغ تو اپنے اولڈ ڈیڈا نے (خدا کے چھوڑنے اور ساری صفات سے اُسے خالی کرکے صرف فرسٹ کاز (علۃ العلل) ماننے سے بہت گھبراتا اور لرزتا ہے (شاباش شاباش ۱۲ سید احمد) مین تو اپنی نادانی اور بُزدلی کو اپنے حق مین ایسے حکیمون کی دانائی اور

---

[1] ہم اُن کی ان سب باتون کی غلطی نیچر سے ثابت کرنے کو موجود ہین اور نیچر ہی سے اُس خدا کو ثابت کرتے ہین جو ابراہیم اور محمد کا خدا ہے۔ ۱۲ سید احمد

جوانمردی سے بہت زیادہ مفید سمجہتا ہون - لان البلاهة ادنى الى الخلاص من فطانته تبراء والعمي اقرب الى السلامة من بصيرة حولاء -

اب مین اس خط کو تمام کرتا ہون اس لیئے کہ جو دلچسپ مضمون آپ نے چھیڑا ہی وہ ایک یا دو خط مین نہین آسکتا - ضرور ہی کہ ایک سلسلہ ایسی تحریرات کا آپکی اور آپ کی بدولت اور شائقین کی خدمت مین پیش کیا جاوے - مین اگلے خط مین نیچر اور لا آف نیچر اور ورک آف گاڈ یعنی خدا کے کام اور ورڈ آف گاڈ یعنی خدا کے کلام سے جو آپ کی تفسیر کے اصول مین سے ایک اصول ہے بحث کرون گا - اور اس بات کو دکہا دون گا کہ اس زمانہ کی سائینس کی رُو سے جن کو آپ ورک آف گاڈ اور ورڈ آف گاڈ کہتے ہین بلکہ خود گاڈ خیالی ڈھکوسلے اور اولڈ فیشن والون کے سٹریل خیالات ہین - کہان کا گاڈ اور کہان کا ورک آف گاڈ اور کیسا ورڈ آف گاڈ - علم کی روشنی نے ان تاریک خیالات سے دنیا کو پاک کرنا شروع کردیا ہے اور جنکے دل نئے خیالات کی تیز شعاعون سے روشن ہوگئے ہین وہ ان لغویات کو کچھ نہین سمجہتے - اُن کے نزدیک ان پرانی باتون اور ان جہالت و وحشت کے یادگار خیالات کی جگہ اب باقی نہین رہی الا اُن دلون مین جو آبائی تقلید کے بندون مین پھنسے ہوئے اور بچپن کی سُنی سُنائی باتون کے دام مین گرفتار ہین - ورنہ ماڈرن سائنیس نے فتویٰ دیدیا ہے کہ خدا وجود معطل ہے - رزاقی اور الوہیت بیہودہ خیالات ہین - دعا اور عبادت وحشیون اور جاہلون کے ڈر اور خوف کا نتیجہ ہے - نبوت دہوکہ کی ٹٹی ہے - وحی افسانہ ہے - الہام خواب ہی - روح فانی ہے - قیامت ڈھکوسلہ ہے - عذاب و ثواب انسانی اوہام ہین - دوزخ و جنت الفاظ بے معنی ہین - انسان صرف ایک ترقی یافتہ بندر ہے - مابعد الموت نہ سزا ہے نہ جزا - وہ مرنے کے بعد سب جھگڑون قصون سے پاک ہے - پس اے میرے بزرگ سرسید اور اے میری پیارے مرشد یہ ہین خیالات اُن لوگون کے جو کہ حقیقت مین دل کے قوی اور عقل کے کامل اور حکمت کے موجد اور علوم کے دریا کے شناور ہین - الذين يستحبون الحيوة الدنيا على الاخرة ويصدون عن سبيل الله ويبغونها عوجا اولئك في ضلال بعيد [1]

محسن الملک

---

[1] لكن يا حبيبي انت تنظر الامور بعين واحدة لا بعينين تارة تنظر الاسلام بعين

جواب از طرف سید احمد خان

مکرمی مہدی

آپ کا نہایت طولانی خط نہایت دلچسپ ۔ فصیح و زبردست ۔ دلکش مملو از قوت ۔
ایمانی و ممزوج از فطرت ربّانی پہونچا ۔ خوبی تحریر و فصاحت بیان جیسا کہ آپ کا خاصہ
تسلیم کیا گیا ہے ۔ آپ کی ہر تحریر مین پایا جاتا ہے خواہ وہ میرے نام کا خط ہو خواہ لکچر اشاعت
اسلام پر خواہ اَور کوئی لکچر ۔ مگر معاف کیجئے ۔ اتنا ضرور کہون گا کہ ذرا سی کسر تعمق نظر مین
رہجاتی ہے ۔ وعندی هذا اذا لیکم ۔

بات یہ ہے کہ مین خود یہ چاہتا ہون کہ کوئی دوست اور صاحب سمجھ ایسا ہو جو میری
تفسیر پر متوجہ ہو اور اُسکی غلطیون سے مجھے آگاہ کرے ۔ اور شاید آپ کو یقین ہوگا ۔ کہ
اگر وہ آگاہی آپ سے مجھکو حاصل ہو ۔ تو اُس سے زیادہ خوشی مجھے اَور کوئی نہین ہوسکتی
مگر جس طرح پر آپنے یہ خط لکھا ہے یا آیندہ نسبت کسی مقام تفسیر کے کُچھ لکھین وہ کُچھ
مفید نہین ہوسکتا ۔ کیونکہ جو داب آپ کا میرے خیال مین ہے وہ مجھکو اُس طرف لیجاویگا
کہ پوری غور نہین کی اور اصل بات نہین سمجھی ۔

فروع ہمیشہ متفرع ہوتے ہین کسی اصول پر اور اس لیے فروع پر بحث مفید نہین
ہوتی ۔ جب تک کہ وہ اصل جسپر وہ فرع متفرع ہے صحیح یا غلط نہ قرار پاوے ۔ اگر وہ اصل
صحیح ٹھہرے تو ضرور ہے ۔ کہ فروع اُس کے تابع قرار دیئے جاوین اور صحت اصل وہی دلیل
قاطع اور برہان قطعی اُس امر کی صحت کی ہوگی جو بات کہ بلحاظ تابع ہونے اُس فرع کے اپنی
اصل سے قرار دی گئی ہے ۔

وتارة اقوال الملحدین بعین ولا تنظر ما بجانب الآخر فلو نظرت کلیهما بعینیں
لکشفت لك حقیقة الاسلام ظاهره وباطنه ونظهرت لك الاغلاط والصواب
فی اقوال الملحدین الذین ذکرت اقوالهم باعظم الشان وافضل البرهان ولا
خترت صراطا مستقیما اللهم اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت
علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین ۔ آمین ۔ ۱۲ ۔ سید احمد

تفسیر صفحہ ۱۸

مثلاً امام شافعی کے نزدیک حرمت مصاہرت بدون ازدواج شرعی کے نہین ہوسکتی - اب اسپر یہ امر متفرع ہے کہ اگر کسی کے باپ کی کسی عورت سے آشنائی ہو اور کتنی ہی مدت رہی ہو بیٹا اُس سے نکاح کرسکتا ہے - یا خود کسی شخص نے کسی عورت سے آشنائی رکھی ہو پھر اُس کی بیٹی سے نکاح کرسکتا ہے - اس فرع کی بہت عیوب اور خرابیان بیان ہوسکتی ہین لیکن جب تک وہ اصل غلط نہ ٹھہرے فرع کے نقصان و عیوب بیان کرنے سے کوئی نقصان لازم نہین آتا - بلکہ صحت اصل دلیل قاطع صحت فرع کی ہے وہ بحال خود باقی رہتی ہے - جب تک کہ وہ اصل باطل نہ ہو -

مشکل یہ ہے کہ ہم مین اور تم مین یہ امر طے نہین ہوئے کہ اصول تفسیر کیا ہین - یا کیا ہونے چاہئین - جب وہ اصول قرار پا جاوین اُس وقت کسی خاص آیت پر بحث ہوسکتی ہے - اور بغیر اس کے یہ کہدینا کہ یہ تفسیر نہ محاورہ عرب کے مطابق ہے نہ سیاق کلام کے موافق - بلکہ جو اسلام کا منشا اور قرآن کا مقصود اور پیغمبر کی ہدایت کی اصل غرض ہے اُن سب کے برخلاف ہے - کچھ مؤثر نہین - اس طرح اُوٹ پٹانگ بات کہدینے سے کچھ فایدہ نہین ہوتا -

مین چاہتا ہون کہ مجھ سے اور آپ سے مکاتبات ہون صرف متعلق تفسیر اور وہ بطور رسالہ کے جمع کیئے جاوین اور اُس کا نام "مکاتبات الخلان في اصول التفسیر و علوم القرآن" رکھا جاوے - شروع اِن مکاتبات کی اس طرح پر ہو - کہ مین آپ کی خدمت مین ہر ایک اصول تفسیر کو وقتاً فوقتاً بھیجون - اگر وہ اصول آپ کے نزدیک صحیح ہو تو آپ اُسپر لکھدین - کہ یہ اصول صحیح ہے - پس وہ ہم مین اور آپ مین اصول مسلمہ ہوگا - خواہ وہ اصول ہم دونون نے بلحاظ مذہب آبائی تسلیم کیا ہو خواہ از روے تحقیق کے -

اور جس اصول کو آپ غلط تصور کرین اُس کی تردید کرین - بعد تحریرات تین امر اُس کی نسبت ہون گے - یا تو آپ اُسکو تسلیم کرلین گے تو وہ اصول مسلمہ فریقین ہوجاویگا - اور یا آپ کی تردید کو مین تسلیم کرلون گا - تو اُسپر کوئی تفریع معانی قرآن مین نہ کی جاوے گی - یا ہم دونون مین اختلاف باقی رہے گا - اس صورت مین وہ اصول آپ کے مقابلہ مین حجت نہ ہوگا -

جب یہ سب اصول اس طرح پر طے ہوجاوین اُس وقت مین آپ کو اجازت دونگا کہ اب میری تفسیر کے جس مقام کو آپ غلط سمجھین اُسپر تحریر فرماوین۔ مگر جب تک اس طرح پر اوّل اصول نہ قرار پالین اعتراضات و تحریرات و جواب وسوال محض بے سُود معلوم ہوتے ہین۔ اور اوقات عزیز کا ضایع ہونا ہے۔ اگر اس طرح ایک رسالہ اصول تفسیر کی تحقیق مین ہماری اور آپ کی تحریرات کا جمع ہوجاوے تو کچھ شبہ نہین کہ نہایت ہی مفید اور بکار آمد ہوگا۔ پس اگر آپ اس بات کو منظور کرین۔ تو مَین آپ کی خدمت مین اُن اصولون کو وقتاً فوقتاً بھیجنا شروع کرون۔ بعد اس کے نسبت تفسیر کے جو تحریر ہو وہ ہو۔

اخیر خط مین جو آپنے لکھا ہے کہ نئے خیالات کی روشنی سے مین بتاؤن گا کہ نہ خُدا ہے نہ ورک آف گاڈ اور نہ ورڈ آف گاڈ بلکہ انسان ایک بندر ترقی یافتہ ہے جو فنا ہوجاوے گا۔ یہ مباحث تفسیر کی بحث سے کچھ علاقہ نہین رکھتے جبکہ آپ تفسیر کی صحت و عدم صحت سے بحث کرتے ہین۔ تو قرآن کا تسلیم کرنا لازم آتا ہے اور اُس کو تسلیم کر کے اُس کی معنی کی صحت پر یا عدم صحت پر بحث رہ جاتی ہے۔ اگر خدا پر بحث کیجاوے تو وہ جداگانہ بحث ہے۔ پس آپ کا یہ خط اُس حد سے جسپر آپ نے پہلا خط لکھا ہے اور جس کا جواب مین نے لکھا خارج ہے اور جب اس طرح خارج از مبحث کلام ہوتا ہی تو اُس کی نسبت تحریرات فضول معلوم ہوتی ہین۔ والسلام

خاکسار
سیّد احمد

از الہ آباد
۸۔ اکتوبر ۱۸۹۲ء

اس خط کا جواب غالباً بسبب کثرت کام کے میرے پاس نہین آیا۔ میرا ارادہ تھا کہ جب میری تفسیر پوری ہوجاوےگی اور اوّل سے آخر تک قرآن بنظر ثانی تمام ہوجاویگا اُس وقت مین دیباچہ تفسیر کا لکھون گا اور اُسمین وہ تمام اصول بیان کرون گا جو تفسیر لکھنے مین مین نے اختیار کیے ہین۔ مگر چونکہ اُس کو زمانہ دراز درکار تھا۔ اس سلیئے مین نے خیال کیا کہ مقدم اصولون کو جو مین نے تفسیر کے لکھنے مین اختیار کیئے ہین لکھدون اور باقی اصول اُس وقت پر منحصر رکھون جبکہ تفسیر تمام ہوجاوے اور خدا کی مرضی اُن کے لکھنے پر ہو۔ پس یہ چند مقدم اصول ہین جن پر میری تفسیر مبنی ہے

اور جو ایک رسالہ کی صورت مین لکھے گئے ہین اور اِس لیئے مین نے اس کا نام بھی تحریری اصول التفسیر رکھا ہے - اب مین اُن اصولون کو شروع کرتا ہون - وبہ نستعین وھو نعم المولےٰ ونعم النصیر -

الاصل الاوّل

یہ بات مسلم ہے کہ ایک خدا خالقِ کائنات موجود ہے - وھو احد صمد لم یلد ولم یولد - واجب الوجود - حی لایموت - ازلی وابدی - وھو علۃ العلل لجمیع المخلوقات علی ما کانت وعلی ما تکون -

الاصل الثانی

یہ بھی مسلم ہے - کہ اُس نے انسانون کی ہدایت کے لیئے انبیا مبعوث کیئے ہین اور محمّد صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق وخاتم المرسلین ہین -

الاصل الثالث

یہ بھی مسلم ہے - کہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے - نزل علی قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلّم او یوحی الیہ وانہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام - ماینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی -

الاصل الرابع

یہ بھی مسلّم ہے کہ قرآن مجید بلفظہٖ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر نازل ہوا ہے یا وحی کیا گیا ہے - خواہ تسلیم کیا جاوے کہ جبریل فرشتہ نے آنحضرت تک پہونچایا ہے جیسا کہ مذہب عام علمار اسلام کا ہے - یا ملکہ نبوت نے جو روح الامین سے تعبیر کیا گیا ہے آنحضرت کے قلب پر القا کیا ہے - جیسا کہ میرا خاص مذہب ہے کما قلت - ؎

ز جبریلِ امین قرآن بہ پیغامے نمیخواہم
ہمہ گفتارِ معشوق ہست قرآنے کہ من دارم

اور اِن دونون صورتون کا نتیجہ متحد ہے اور اِس لیئے اِسپر کوئی بحث ضرور نہین ہے۔

مگر مَین اِس بات کو تسلیم نہین کرتا کہ صرف مضمون القا کیا گیا تھا۔ اور الفاظ قرآن آنحضرت صلعم کے ہین جن سے آنحضرتؐ نے اپنی زبان مین جو عربی تھی اُس مضمون کو بیان کیا ہے۔ والعجب ثم العجب علی ما قال الامام حجة الاسلام بل حجة الله فی الانام الشاہ ولی الله الدهلوی فی کتابه التفهیمات الالهیه حیث قال فمن ذلك (ای من التدلیات) القرآن العظیم وذلك ان الفاظ القرآن انما هی من اللغة العربیة التی یعرفها محمد صلی الله علیه وسلم ویتخیلها والمعانی فایضة من الغیب تعلیماله صلی الله علیه وسلم تدلیا الی الخلق فهم صار کلاما الهیا انما صار کان اردة الخیر بالناس امدت فی خیاله علیه السلام فهی التی جمعت الالفاظ ونظمها ثم امد فی هذ النظم فالبس لباسا ما کیا للجبروت فصار بذلك تدلیا الهیا وسمی کلام الله (تفهیمات الهیه صفحہ ۵۸ ج ۲) اللهم الا ان یقال هذا بیان تدلیات وهو رحمة الله علیه ادرج القرآن من حیث القاء المعانی تحت التدلیات۔

مگر یہ قول شاہ صاحب کا عقل اور نفس الامر دونون کے مخالف ہے خود قرآن مجید مین ہے کہ وانه لتنزیل رب العالمین نزل به الروح الامین علی قلبك لتکون من المنذرین بلسان عربی مبین (سورۂ شعراٗ ایت ۱۹۲ – ۱۹۴) دوسری جگہ فرمایا ہے۔ انا انزلناه قرآنا عربیا لعلکم تعقلون (سورۂ یوسف آیت ۲) اِس سے ظاہر ہے کہ نزول قرآن قلب آنحضرت پر عربی زبان مین ہوا تھا۔ نہ یہ کہ صرف معنی القا ہوئے تھے اور الفاظ جن سے وہ معنی تعبیر کیئے گئے ہین آنحضرت کے تھے۔

نفس الامر کے اِس لیئے برخلاف ہے کہ خود تم اپنے نفس پر غور کرو کہ کوئی مضمون دل مین مجرد عن الالفاظ آہی نہین سکتا اور نہ القا ہو سکتا ہے۔ تخیل یا تصور کسی مضمون کا مستلزم اُن الفاظ کے تخیل یا تصور کا ہے جن کا وہ مضمون مدلول ہے مضمون کا الفاظ سے مجرد ہونا محالات عقلی سے ہے اور اِس لیئے قرآن مجید بلفظہٖ آنحضرتؐ کے قلب پر القا ہوا تھا۔ اور وہی الفاظ اور اُسی نظم سے جس طرح القا ہوئے تھے آنحضرت نے لوگون کو

نزول وحی مضمون و الفاظ آنحضرت

پڑھ سنایا۔

الاصل الخامس

قرآن مجید بالکل سچ ہے۔ کوئی بات اُسمین غلط یا خلاف واقع مندرج نہین ہے خود قرآن مین ہے وانه لکتاب عزیز لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید (سورہ فصلت السجدۃ آیت ۴۱) اور حکایتاً کسی قول کا نقل کرنا صرف بغرض بیان یا بغرض تردید یا لوگون کے اعتقادات کو جو منافی مقصد قرآن کے نہین ہین بلا بحث اُن کی اصلیت اور واقفیت کے تسلیم کرکے اُنپر استدلال کرنا یا بطور حجت الزامی کے پیش کرنا یا امور ظاہر الوقوع کو اُن کی ظاہری حالت پر بلا اُن کی اصلیت پر بحث کے بیان کرنا یا کلام غیر مقصود بالذات کا اثنائے کلام مین قرآن مجید کی صداقت کی منافی نہین ہے۔

الاصل السادس

صفات ثبوتی اور سلبی ذات باری کے جس قدر قرآن مجید مین بیان ہوئے ہین سب سچ اور درست ہین۔ مگر اُن صفات کی ماہیت کا من حیث ھي ھي جاننا مافوق عقل انسانی ہے اس لیئے وہ صفات جس کیفیت یا جس حیثیت سے ہمارے ذہن مین ہین اور جنکو ہم نے ممکنات سے اخذ کیا ہے بعینه و بحیثیته ذات باری پر جو واجب الوجود ہے منسوب نہین کرسکتے اور صرف یہ کہتے ہین کہ اُن صفات کے جو معنی مصدری ہین وہ ذات باری مین موجود ہین۔ یعنی علم۔ ایجاد۔ قدرت۔ حیات الی غیر ذالك اور نیز اُن صفات کا ذات واجب الوجود یا علۃ العلل مین ہونا ضروری سمجھتے ہین۔

الاصل السابع

صفات باری عین ذات ہین اور وہ مثل ذات کے ازلی و ابدی ہین اور مقتضائے ذات ظہور صفات ہے۔ بای وجه کان وبای شان یکون۔ علمائے متکلمین کا یہ مذہب ہے کہ صفات باری نہ عین ذات ہین اور نہ غیر ذات۔ مگر فلاسفہ الہیین

عین ذات سمجھتے ہین اور اِس لیئے اُن کا ظہور مقتضائے ذات قرار دیتے ہین مگر یہ سب نزاع لفظی ہے اور نتیجہ واحد ہے۔ ہان اسمین شبہ نہین کہ متکلمین نے جو امر اختیاً کیا ہے اُس کے لیئے حجت ساطع اور برہان قاطع نہین ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفہیمات الٰہیہ مین فرماتے ہین کہ "ان نزاع الفلاسفہ والمتکلمین فی ان اللہ تعالی خالق بالاختیار او بالایجاب لیس فی معارک المعنی فی شیٔ۔ لما کان الارادۃ عند الفلاسفہ عین الذات کان الابداع ایجابا۔

الاصل الثامن

تمام صفات باری کی نامحدود اور مطلق عن القیود ہین یفعل مایشاء ویحکم ما یرید۔ پس وہ اُن وعدون کے کرنے کا مختار تھا جن کو اُس نے کیا ہے اور اُس قانون فطرت کے قایم کرنے کا بھی مختار تھا جس پر اُس نے کسی کائنات کو بنایا ہو یا اِس موجودہ کائنات کو بنایا ہے یا آیندہ اَور کسی صورت مین بناوے مگر اس وعدہ اور قانون فطرت مین جب تک کہ وہ قانون فطرت قایم ہے تخلف محال ہے اور اگر ہو تو ذات باری کی صفات کاملہ مین نقصان لازم آتا ہے۔ اور اُن وعدون کا کرنا اور قانون فطرت پر کائنات قایم کرنا اُس کی قدرت کاملہ کا ثبوت ہے۔ اور اُن کے ایفا سے جس کا خود اُس نے اپنے اختیار سے وعدہ کیا ہے اُس کی قدرت کے مطلق عن القیود اور محدود ہونیکی معارض نہین ہو سکتا۔

قال اللہ تعالےٰ۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحت لھم مغفرۃ واجر عظیم۔ والذین کفروا وکذبوا بایاتنا اولٰئک اصحاب الجحیم۔ (اٰیت ۱۲ و ۱۳ سورۃ المایدہ ۵)

وعد اللہ المنافقین والمنافقات والکفار نار جہنم خالدین فیہا۔ (آیت ۶۹۔ سورۃ التوبۃ ۹)

وعد اللہ المومنین والمومنات جنات تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا (آیت ۷۳ سورۃ التوبۃ ۹)

جنات عدن التي وعد الرحمن عبادہ بالغیب انہ کان وعدہ ماتیا
(آیت ۶۱ سورہ مریم ۱۹)
وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودات قل اتخذتم عند اللہ عہدا فلن یخلف اللہ عہدہ ام تقولون علی اللہ ما لا تعلمون ۔ (آیت ۷۴ سورہ البقر ۲)
ونادی اصحاب الجنۃ اصحاب النار ان قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فھل وجدتم ما وعد ربکم حقا قالوا نعم (آیت ۴۲ الاعراف ۷)
ولولا کلمۃ سبقت من ربک لقضي بینھم (آیت ۴۵ سورہ فصلت ۴۱ حم السجدہ)
ان اللہ لا یخلف المیعاد (آیت ۷ ۔ آل عمران ۳)
کان وعدہ مفعولا (آیت ۱۸ ۔ سورہ مزمل ۷۳)
فاصبر ان وعد اللہ حق (۵۷ و ۷۷ ۔ سورہ المومن ۴۰)

اِن آیتون سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے وعدہ کیا ہے اور تخلف وعدہ نہین ہونے کا ۔ اور باوجود اِن وعدون اور اُن کی عدم تخلف کے جابجا اپنے تئین قادر مطلق اور فعال لما یرید بیان کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وعدہ اور عدم تخلف وعدہ اُس کے قادر مطلق ہونے اور اُس کی صفات کے مطلق عن القیود ہونے کی منافی نہین ہے ۔

یہی حال قانونِ فطرت کا ہے ۔ جبکہ یہ کائنات بنائی گئی ہے پہلا تو لی وعدہ ہے ۔ اور قانونِ فطرت عملی وعدہ ۔ اُس قانون فطرت مین سے بہت کچھ خدا نے ہمکو بتایا ہے اور بہت کچھ انسان نے دریافت کیا ہے گو کہ انسان کو ابھی بہت کچھ دریافت نہ ہوا ہو ۔ اور کیا عجب ہے کہ بہت کچھ دریافت نہ ہو ۔ مگر جس قدر دریافت ہوا ہے وہ بلا شبہ خدا کا عملی وعدہ ہے جس سے تخلف قولی وعدہ کی تخلف کے مساوی ہے جو کبھی نہین ہو سکتا ۔

خدا نے فرمایا ہے ۔ انا کل شئ خلقناہ بقدر (آیت ۴۹ ۔ سورہ قمر ۵۴) پس جس اندازہ پر خدا نے چیزون کو پیدا کیا ہے اُس سے تخلف نہین ہو سکتا ۔

پھر خدا فرماتا ہے ۔ ولکل امۃ اجل فاذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون (آیت ۳۲ ۔ سورہ اعراف ۷) پس ممکن نہین ہے کہ جو وقت جس چیز کیلیے

مقرر ہو وہ کسی طرح ٹل سکے۔
پھر خدا فرماتا ہے۔ فاقم وجھك للدین حنیفا فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا لاتبدیل لخلق اللہ ذلك الدین القیم ولکن اکثر الناس لایعلمون (آیت ۲۹ الروم ۳۰) پس جس فطرت پر خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے اُس کی تبدیل نہین ہو سکتی
دوسری جگہ فرماتا ہے۔ لاتبدیل لکلمات اللہ (آیت ۶۵۔ یونس ۱۰) ہمارے نزدیک کلمات اللہ اور خلق اللہ دو مرادف الفاظ ہین جن کا مطلب یہ ہے کہ فطرت مین تبدیل نہین ہو سکتی۔
پھر فرمایا ہے۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا (آیت ۶۲ احزاب ۳۳) پس جو طریق کہ خدا نے مقرر کیا ہے اُسمین تبدل نہین ہو سکتا۔
یہ تو عام ہدایتین بنسبت قانون فطرت کے تھین۔ مگر خدا نے ہمکو خاص خاص قانون فطرت بھی بتائے ہین اور فرمایا ہے کہ لقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین۔ ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین۔ ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشاناہ خلقا اخر۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین (آیت ۱۲-۱۴- المومنین ۲۳)

قانون پیدا[ئش]

دوسری جگہ فرماتا ہے۔ کہ فانا خلقنا کم من تراب ثم من نطفۃ ثم من علقۃ ثم من مضغۃ مخلقۃ وغیر مخلقۃ لنبین لکم ونقر فی الارحام مانشاء الی اجل مسمی ثم نخرجکم طفلا ثم لتبلغوا اشدکم ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم من بعد علم شیا (آیت ۵- الحج ۲۲)
ایک جگہ فرماتا ہے۔ من آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ان فی ذلك لآیات لقوم یتفکرون (آیت ۲۰- الروم ۳۰)
علاوہ اِن کے اور بہت سی آیتین اِسی مضمون کی ہین جن مین ہمکو قانون فطرت یہ بتایا ہے کہ جوڑی سے یعنی زن و مرد سے اور نطفہ کے ایک مدت معین تک مقرر جگہ مین رہنے سے انسان پیدا ہوتا ہے۔ پس اِس قانون فطرت کے برخلاف اسی طرح نہین ہو سکتا جس طرح کہ قولی وعدہ کے برخلاف نہین ہو سکتا۔

ایک جگہ فرمایا ہے ۔ وآیۃ لھم اللیل نسلخ منہ النہار فاذاھم مظلمون و الشمس تجری لمستقر لہا ذلک تقدیر العزیز العلیم ۔ والقمر قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم ۔ لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النہار وکل فی فلک یسبحون (آیت ۳۷ - ۴۰ - سورہ یٰس ۳۶)

پس یہ نہیں ہوسکتا کہ سورج خلاف قانون فطرت جس طرح کہ وہ چلتا ہوا دکھائی دیتا ہے کسی کے لیئے چلنے سے ٹھہر جاوے اور چاند اپنی منزلین طے کرتا ہوا جس طرح ہلال ہوا تھا پھر ہلال نہ ہو ۔ نہ یہ ہوسکتا ہے کہ سورج اور چاند ٹکرا جاوین ۔ نہ یہ ہوسکتا ہی کہ رات دن گڈمڈ ہوجاوین ۔ اور جبکہ یہ ثابت ہوگیا ہے کہ سورج کا چلنا زمین کی حرکت سے دکھائی دیتا ہے ۔ تو اسی آیت سے لازم آتا ہے کہ یہ بھی نہیں ہوسکتا ۔ کہ زمین حرکت کرنے سے کسی وقت کسی کے واسطے ٹھہر جاوے ۔ ایسا ہونا خلاف قانون فطرت کے ہے اور وہ ویسا ہی ناممکن ہے ۔ جیسے کہ قولی وعدہ کے برخلاف ہونا ناممکن ہی ۔

پھر خدا نے ابراہیم کی زبان سے یہ قانون قدرت بتلایا کہ فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بہا من المغرب فبہت الذی کفر (آیت ۲۶۰ - البقر ۲) پس یہ بات غیر ممکن ہے کہ جب تک یہ قانون فطرت قایم ہے سورج شرق سے طلوع نکرے اور اُسی کے ساتھ یہ بھی ناممکن ہے کہ زمین مغرب سے مشرق کیطرف اپنے محور پر گردش نکرے اسکی برخلاف ہونا ایسا ہی ناممکن ہے جیسے کہ قولی وعدہ کے برخلاف ہونا ناممکن ہے ۔

ایک جگہ حضرت ابراہیمؑ کے قصہ مین فرمایا ہی ۔ فما کان جواب قومہ الا ان قالوا اقتلوہ اوحرقوہ فانجاہ اللہ من النار (آیت ۲۳ - عنکبوت ۲۹) فلنجاہ اللہ من النار سے ثابت ہوتا ہے کہ احراق خاصہ نار کا ہے ۔

ایک اور جگہ تمثیل مین فرمایا ہے ۔ فاصابہا اعصار فیہ نار فاحترقت (آیت ۲۶۸ - البقر ۲) پس ان دونون آیتون سے خدا نے ہمکو قانون فطرت یہ بتایا ۔ کہ آگ جلا دینے والی ہے ۔ پس جب تک یہ قانون فطرت قایم ہے اسکی برخلاف ہونا ایسا ہی ناممکن ہے جیسے کہ قولی وعدہ کے برخلاف ہونا ناممکن ہے ۔

ایک جگہ حضرت موسیٰؑ کے قصہ مین فرمایا ہی کہ ۔ واذ فرقنا بکم البحر فانجیناکم واغرقنا آل فرعون وانتم تنظرون ۔ (آیت ۴۷ - البقرہ ۲)

ایک جگہ فرمایا ہے - فاغرقناھم فی الیم بانھم کذبوا بایاتنا وکانوا عنھا غافلین (آیت ۱۳۲ - اعراف ۷)

ایک جگہ فرمایا ہے - وقوم نوح لما کذّبوا الرسل اغرقناھم وجعلناھم للنّاس آیہ (آیت ۳۹ - فرقان ۲۵)

ان آیتون مین اور ان کی مثل بہت سی آیتون مین خدا نے یہ قانون فطرت بتایا کہ پانی مین بوجھل چیز ڈوب جاتی ہے - پس جب تک یہ قانون قدرت قایم ہے پانی سے یہ فطرت معدوم نہین ہو سکتی - اُس کا معدوم ہونا ایسا ہی ناممکن ہے جیسے کہ قولی وعدہ کے برخلاف ہونا ناممکن ہے -

ایک جگہ خدا فرماتا ہے - ھو الذی ارسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ و انزلنا من السماء ماء طھورا لنحیی بہ بلدۃ میتا ونسقیہ مما خلقنا انعاما واناسی کثیرا (آیت ۵۰ فرقان ۲۵) پس یہ نہین ہو سکتا کہ بغیر بادل کے پانی برسے اور فواید مینہہ کے جو خدا نے بیان کیے ہین وہ اُس سے حاصل نہ ہون - اُن کے خلاف ہونا ایسا ہی ناممکن ہے جیسے کہ قولی وعدہ کا برخلاف ہونا ناممکن ہے -

یہ چند آیتین ہمنے بطور مثال کے لکھی ہین - ان کے سوا اَور بہت کچھ قرآن مجید مین آیا ہے - اور خدا نے ہمکو قانون فطرت بتایا ہے -

علاوہ اس کے انسان نے اُن چیزون کے تجربہ سے جو خدا نے پیدا کی ہین اُسکی مخلوقات کے قانون فطرت کو معلوم کیا ہے اور بے شبہ دعویٰ نہین کر سکتا کہ اُسنے مخلوقات کے تمام قوانین فطرت کو دریافت کر لیا ہے - اُن مین سے بہت سے ایسے محققہ ہین جو درجہ یقین کو پہنچ گئے ہین اور کچھ ایسے ہین جو ابھی درجہ یقین کو نہین پہنچے - اور معلوم نہین کہ ابھی تک کسقدر نامعلوم ہین -

جو کچھ کہ ہم نے قرآن مجید کی آیتون سے قانون فطرت بتاتا ہے - اُسپر کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ قانون فطرت عام نہین ہے بلکہ اُسمین مستثنیات بھی ہین - لیکن اُس کے ذمہ اُن مستثنیات کا قرآن مجید سے ثابت کرنا لازم ہوگا - مگر ہمارا یہہ دعویٰ ہے کہ قرآن مجید سے اُس قانون فطرت مین مستثنیٰ ہونا ثابت نہین ہوتا جسکو ہم آیندہ بیان کرین گے -

جو قانون قدرت کہ انسان نے تجربہ سے قائم کیا ہے۔ اُسکی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ جبکہ تمام قانون فطرت ابھی تک نامعلوم ہین تو ممکن ہے کہ کوئی قانون فطرت ایسا ہو جس سے مستثنیات ثابت ہوتے ہون۔ مگر یہ کہنا کافی نہین ہے۔ اِس لیئے کہ امکان عقلی تو کوئی شے وجودی نہین ہے صرف ایک خیال غیر محقق الوقوع ہے وان الظن لا یغنی من الحق شیا۔ علاوہ اِس کے امکان کا اطلاق اُس چیز پر ہوتا ہے جو کبھی ہوا اور کبھی نہو۔ لیکن جس چیز کا کبھی وقوع ثابت نہ ہوا ہو۔ تو اُسپر امکان کا اطلاق غلط اور محض سفسطہ ہے۔ غرضکہ جو شخص قانون فطرت مین مستثنیات کا مدعی ہو اُسکو اُن مستثنیات کے کبھی واقع ہونے کو ثابت کرنا بھی لازم ہے۔

الاصل التاسع

قرآن مجید مین کوئی امر ایسا نہین ہے جو قانون فطرت کے برخلاف ہو واما المعجزات فقد ثبت من القران انه عليه الصلوٰة والسلام ما ادعى باحد من المعجزات وقال عليه السلام انما انا بشر مثلكم يوحى الي انما الهكم اله واحد وقال عليه السلام في موضع اخر انما انا بشير ونذير۔ ولهذا قال المحقق الاجل الشاه ولى الله في التفهيمات الالهيه ولم يذكر الله سبحانه شيا من المعجزات في كتابه ولم يشر اليها قط۔

مگر شاہ صاحب کے اِس قول سے یہ بات سمجھنی مشکل ہے۔ کہ اُن کی مراد اِس نفی سے کیا ہے۔ آیا اُن کا یہ مطلب ہے کہ قرآن مجید مین کسی نبی کے کسی معجزہ کا ذکر نہین ہے یا صرف آنحضرت صلعم کے کسی معجزہ کا ذکر نہین ہے۔ مگر ہم تنزلاً قبول کرتے ہین۔ کہ اُن کا مطلب صرف آنحضرت صلعم کے کسی معجزہ کا ذکر نہ ہونے سے ہے۔ مگر ہمکو دیکھنا چاہیئے کہ اُن کا قول نسبت معجزات کے کیا ہے۔ وہ لکھتے ہین کہ۔ فالله سبحانه احد بحيمجرد من الصفات في مرتبه واحدة ولحاظ واحد ومقرون بالصفا في مرتبه اخري ولحاظ اخر وعلى هذا القياس ان مواطن نفس الامر متفاوته منها مواطن الاسباب وفيه العلة والمعلول فقط والسبب والمسبب فحسب ومن المتحقق عندنا انه لم يترك الاسباب قط ولن يتركـ ولن

تجد لسنة اللہ تبدیلا و انما المعجزات والکرامات امور اسبابیة غلب علیها السبوغ فبانیت سایر الاسبابیات (تفہیمات الہیہ صفحہ ۵۳)

پس شاہ صاحب معجزات کو مسبب باسباب سمجھتے ہین اور اس قول پر معجزات کا وقوع قانون فطرت کے مطابق ہوتا ہے اور ہمکو اسمین کچھ بحث نہین ہے ۔ بحث اسمین ہے جبکہ معجزات کو مافوق الفطرت قرار دیا جاوے ۔ جسکو انگریزی مین "سپر نیچرل" کہتے ہین اور اُس سے انکار کرتے ہین اور اُن کا وقوع ایسا ہی ناممکن قرار دیتے ہین جیسے کہ قولی وعدہ کا ایفا نہ ہونا ۔ اور علانیہ کہتے ہین ۔ کہ کسی ایسے امر کے واقع ہونیکا ثبوت نہین ہے جو مافوق الفطرت ہو اور جسکو تم معجزہ قرار دیتے ہو ۔ اور اگر بفرض محال خدا کی قدرت کے حوالہ پر اُسکو تسلیم بھی کرین تو وہ ایک بے فائدہ امر ہوگا جو نہ مثبت کسی امر کا ہے اور نہ مسکت للخصم ۔

بیشک ہمارے بعض اخوان کو اسپر غصہ آوے گا اور قرآن مجید مین سے بعض امور کو معجزہ قرار دیکر اور اُن کو مافوق الفطرت سمجھکر پیش کرین گے اور کہین گے کہ قرآن مجید مین معجزات مافوق الفطرت موجود ہین ۔

ہم اُن کے اس قول کو نہایت ٹھنڈے دل سے سُنین گے اور عرض کرین گے کہ جو آیت قرآن مجید کی آپ پیش کرتے ہین اور اُس سے معجزات مافوق الفطرت پر استدلال فرماتے ہین آیا اُس کے کوئی دوسرے معنی بھی ایسے ہین جو موافق زبان و کلام عرب کے اور موافق محاورات اور استعمالات اور استعارات قرآن مجید کے ہوسکتے ہین ۔ اگر نہ ہوسکتے ہون ۔ تو ہم قبول کرین گے کہ ہمارا یہ اصول غلط ہے اور اگر ہوسکتے ہون تو ہم نہایت ادب سے عرض کرین گے کہ آپ اس بات کو ثابت نہین کرسکے کہ قرآن مجید مین معجزات مافوق الفطرت موجود ہین ۔ اگر وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت مین مفسرین کے اقوال پیش کرین یا یہ کہین کہ تیرہ سو برس سے کسی نے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین یا علماء مجتہدین و مفسرین نے یہ معنی نہین کہے ۔ بلکہ خدا بھی یہ معنی نہین سمجھا ۔ تو تم کہتے ہو تو ہم ادب سے عرض کرین گے کہ اس دلیل سے ہمکو معاف رکھیے اور صرف یہ بتائیے کہ قرآن مجید کے الفاظ سے اور اُن محاورات اور استعارات سے جو قرآن مجید مین آئے ہین وہ معنی جو ہم نے بیان کیے صحیح ہوتے ہین یا نہین غرضکہ

جب تک وہ یہ ثابت نہ کریں کہ اُس آیت کے جو اُنہوں نے پیش کی ہے اور کوئی معنی بجز اُس کے جو وہ بیان کرتے ہیں ہو ہی نہیں سکتے۔ اور وہ آیت مافوق الفطرت ہونے پر نص صریح ہے۔ اُس وقت تک ہم اُس کا مافوق الفطرت ہونا تسلیم نہیں کرینگے۔ لیکن کسی آیت کے کوئی معنی بیان کرنا اور اُس کی صحت کے لیئے خدا کے قادر مطلق ہونے پر حوالہ کرنا صحیح نہ ہوگا۔ کیونکہ ہمارے نزدیک خدا بموجب اپنے وعدہ کے سب کام اُس قانون قدرت کے مطابق کرتا ہے جو اُس نے بنایا ہے۔

واما ماهية نفس الانسان والقوى المودعة فيها وما يكون لها بعد الموت من حشر الاجساد وغيرها وكيف يكون يوم الآخرة وما حقيقة الجنة والجحيم وما كيفية نعيمها وعقابها فكلها خارجة عن فهم الانسان لانها مالا عين رأيت ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر ولهذا سبحانه جل شانه بينها بامثال يليق بفهم الانسان وبين نعيمها على افضل ما يرغب به الانسان وعقابها على اكبر ما يدهش به فكلها ليست بخارجة عن قانون الفطرة بل كلها امثال واستعارات لاحوالها ونعيمها وعقابها الكي يتخيل بها الانسان نوع تخيل مافيه وما بعد الموت وما نعيمها وما عقابها وهذا سياق الكلام المجيد في ضرب الامثال في امور شتى لتفهيم الانسان وتوضيح البيان بقدر الامكان ولا يخفى هذا على من قراء القرآن بالامعان فتدبر۔

هذا قولي في الفطرة التي قدرها الله سبحانه تعالى لكن لا انكر صفات الباري بجد بل نقول ان يشاء يذهب السموات والارض وما بينهما لاجل اجل لها ويات بآخرين على اي فطرت يشاء كما قال الله تعالى ولله ما في السموات وما في الارض وكفى بالله وكيلا ان يشاء يذهبكم ايها الناس ويات بآخرين وكان الله على ذلك قديرا (آیت ۱۳۲ - نساء ۴)

الاصل العاشر

قرآن مجید جسقدر نازل ہوا ہے تمامہ موجود ہے نہ اُس میں سے ایک حرف کم ہوا ہے نہ زیادہ ہوا ہے۔ وتواترت عليه جيل بعد جيل في قرن بعد قرن الى زماننا هذا

وقال تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (آیت ۹ - الحجر ۱۵) دعوے محفوظ از تحریف

الاصل الحادی عشر

ہر ایک سورہ کی آیات کی ترتیب میرے نزدیک منصوص ہے - اذا نزلت الآیات اشار رسول اللہ صلعم انہا من سورۃ کذا بعد آیتہ کذا وحفظہا الحفاظ فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ہذا الترتیب ولم یزل الصحابۃ والتابعون ومن بعدہم یقرؤن القرآن علی ہذا فثبت ترتیب الآیات علی ہذا المنوال من التواتر جیلا بعد جیل وقرنا بعد قرن الی زماننا ہذا اور یہی قول شاہ ولی اللہ صاحب کا ہے جہاں فوز الکبیر میں انہوں نے فرمایا ہے کہ "در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سورتے علیحدہ محفوظ و مضبوط بود۔"

الاصل الثانی عشر

قرآن مجید میں ناسخ ومنسوخ نہیں ہے یعنی اسکی کوئی کسی دوسری آیت سے منسوخ نہیں ہوئی - ولیس فی القرآن نوع من الاشارۃ علی ہذا واما آیتہ ما ننسخ من آیتہ او ننسہا نأت بخیر منہا او مثلہا متعلقۃ بشرایع ما قبل الاسلام لا بآیات القرآن ولا شک ان اہل الکتاب من الیہود والنصاری والمشرکین لا یودون من احکام الاسلام ما خالف شرایعہم فذکرہ سبحانہ تعالیٰ اولا وقال ما یود الذین کفروا من اہل الکتاب ولا المشرکین ان ینزل علیکم من خیر من ربکم واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم - ثم قال ما ننسخ من آیتہ او ننسہا نأت بخیر منہا او مثلہا الم تعلم ان اللہ علی کل شئ قدیر - (آیت ۹۹ - ۱۰۰ - البقر ۲) فظاہر ان النسخ المذکور فی الآیۃ المذکورۃ متعلق بشرایع ما قبل الاسلام لا بآیات القرآن ولا دلیل علی ان المراد بلفظ الآیۃ فی قولہ واذا بدلنا آیتا مکان (آیت ۱۰۳ النحل ۱۶) آیات القرآن ولا دلیل علی ان قولہ یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب (آیت ۳۹ - الرعد ۱۳) متعلق بنسخ آیات القرآن - فتدبر -

الاصل الثالث عشر

قرآن مجید دفعةً واحدةً نازل نہین ہوا ہے بلکہ نجماً نجماً نازل ہوا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وقرآناً فرقنہ لتقراہ علی الناس علی مکث ونزلنہ تنزیلا (آیت ۱۰۷ بنی اسرائیل ۱۷) وقتاً فوقتاً واقعات کے پیش آنے سے روح القدس یعنی ملکہ نبوت کو انبعاث ہوا اور اُس کے سبب سے وحی نازل ہوئی۔ پس وہ مختلف اوقات کے کلام کا مجموعہ ہے جو خدا نے وقتاً فوقتاً بمقتضائے اُس وقت کے نازل کیا ہے۔ اور بطور ایک تصنیف کی ہوئی کتاب کے نہین ہے۔ جسمین اوّل مصنف ابواب وفصول کو تقسیم کر کے اُسکے مضامین کو ترتیب خاص سے مرتب کرتا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب فوز الکبیر مین لکھتے ہین کہ "قرآن را بروش متون مبوب ومفصل ساختہ نشدہ است تا ہر مطلبے ازان در بابے یا فصلے مذکور شود بلکہ قرآن را مانند مجموعہ مکتوبات فرض کن چنانکہ پادشاہان بر رعایاے خود بحسب اقتضائے حال مثال مینویسند وبعد زمانے مثال دیگر وعلیٰ ہذا القیاس تا آنکہ امثلہ بسیار جمع شود شخصے آن امثلہ را تدوین کند ومجموعہ مرتب سازد ہمچنین ملک علی الاطلاق بر پیغمبر خود صلی اللہ علیہ وسلم برائے ہدایت بندگان بحسب اقتضائے حال سورةً بعد سورةٍ نازل فرمود ودر زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سورتے علیحدہ محفوظ ومضبوط بود اما سورتہا تدوین نفرمودند ودر زمان حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہمہ سورتہا در یک مجلد بترتیب خاص جمع نمودند واین مجموع بمصحف مسمی شد۔"
(فوز الکبیر صفحہ ۷۳)

قرآن مجید کا نجماً نجماً نازل ہونا اور وقتاً فوقتاً واقعات کے پیش آنے پر ملکہ نبوت کا انبعاث ہونا اور وحی کا نازل ہونا ایک طبعی امر ہے۔ انسان کے دماغ مین متعدد قسم کے علوم وفنون کا ملکہ موجود ہوتا ہے مگر بغیر محرک کے وہ ملکہ تحریک مین نہین آتا۔ پس قرآن مجید کا اس سوال پر ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ایک تصنیف کی ہوئی کتاب نہین ہے جس کے مضامین کو مصنف پہلے سے سوچکر اور اپنی مرضی کے موافق کتاب مرتب کرتا ہے۔

قرآن مجید کے اوقات مختلفہ کے کلام کے مجموعہ ہونے پر یہ بھی دلیل ہے کہ

جس طرح مختلف اوقات مین کلام کرتے ہین اور اُس وقت بمقتضائے محل اور بغرض مزید تنبیہہ اشخاص کے اُس کلام کے دوہرانے کی ضرورت پڑتی ہے جو کسی پہلے وقت مین کہا گیا تھا۔ بعض مضمون کو جو مہتم بالشان ہین ہر دفعہ کے کلام مین بار بار جبلانا پڑتا ہے۔ بعض دفعہ کسی قصہ کی تلمیح کرنی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ کسی قصہ کے اُسی جزو کا بیان کافی ہوتا ہے جو اُسوقت کے کلام کے لیئے ضرور ہے۔ بعض دفعہ کسی قصہ کو بالاجمال اور بعض دفعہ زیادہ تفصیل سے بیان کرنا مقتضائے کلام ہوتا ہے۔ غرضکہ ہر ایک امر جو مختلف اوقات مین کلام کرنے مین پیش آتا ہے وہ سب قرآن مجید مین پایا جاتا ہے۔ اور یہ کافی ثبوت اِس بات کا ہے کہ قرآن ایک تصنیف کی ہوئی کتاب نہین ہے۔ اور جبکہ اُسمین صرف کلمات وحی ہی لکھے گئے ہین تو مبادی کلام جس سے وحی تعلق ہے اُسمین شامل نہین ہین۔ اور اِس سبب سے بعض مقامات قرآن مجید مین بلکہ متعدد ایسے ہین کہ ایک مقصد بیان کرتے کرتے دوسرا مطلب بیان ہونے لگا ہے جو ایک نیا یا اجنبی معلوم ہوتا ہے حالانکہ وہ ایسا نہین ہے۔ بلکہ مبادی کلام کے مندرج نہ ہونے سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ بعض دفعہ قرینہ حالیہ کسی کلام کے مقتضا پر دلالت کرتا ہے اور متکلم بغیر اِس کے کہ اپنے کلام مین اُس کی طرف اشارہ کرنے کی ضرورت سمجھے اپنا کلام شروع کر دیتا ہے۔ اور جبکہ صرف متکلم ہی کا کلام بلا بیان اُس قرینہ حالیہ کے لکھا جاوے تو جو دلالت کلام کی قرینہ حالیہ سے پائی جاتی تھی وہ اس مین نہین ہوتی اور اِس لیئے اُس کی تلاش یا تعین کی ضرورت پڑتی ہے۔ اِسی بنیاد پر علمائے اسلام نے آیات کی شان نزول تفتیش کرنے پر توجہ کی ہے جس کی بنیاد صرف روایات ضعیف پر ہے اور اِس لیئے زیادہ پُر امن طریقہ یہ ہے کہ جہان اُس کی ضرورت ہو حتی المقدور صرف قرآن مجید کے سیاق و سباق کلام سے اور اُسکی طرز ادائے کلام سے اُسکو تلاش کیا جاوے۔ اور جو اصول کہ قرآن مجید مین بیان ہوئے ہین اُن کو ہر ایسے مقام پر ملحوظ رکھا جاوے۔

الاصل الرابع عشر

موجودات عالم اور مصنوعات کائنات کی نسبت جو کچھ خدا نے قرآن مجید مین کہا ہے

وہ سب ہو ہو یا بحیثیۃ من الحیثیات مطابق واقع ہے۔ یہ نہین ہوسکتا کہ اُس کا قول اُس کی مصنوعات کے مخالف ہو یا مصنوعات اُس کے قول کی مخالف ہون۔ بعض جگہ ہمنے قول کو ورڈ آف گاڈ اور اُس کی مصنوعات کو ورک آف گاڈ سے تعبیر کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ ورڈ آف گاڈ اور ورک آف گاڈ دونون کا متحد ہونا لازم ہے۔ اگر ورڈ۔ ورک کے کسی حیثیت کے مطابق نہین ہے تو ایسا ورڈ۔ ورڈ آف گاڈ نہین ہوسکتا۔

الاصل الخامس عشر

باوجود اس بات کے تسلیم کرنے کے کہ قرآن مجید بلفظہ کلام خدا ہے مگر جبکہ وہ عربی مین اور انسان کی زبان مین نازل ہوا ہے تو اُس کے معنی اسی طرح پر لگائے جاوینگے جیسے کہ ایک نہایت فصیح عربی زبان مین کلام کرنے والے کے معنی لگائے جاتے ہین اور جس طرح کہ انسان استعارہ و مجاز و کنایہ و تشبیہ و تمثیل اور دلایل لمی و اقناعی و خطابی و استقرائی و الزامی کو کلام مین لاتا ہے اسی طرح قرآن مجید مین بھی استعارہ و مجاز و کنایہ و تشبیہ و تمثیل اور دلایل لمی و اقناعی و خطابی و استقرائی و الزامی سب موجود ہین علاوہ اس کے ہمکو اُن اصول اور اُن قولی اور عملی وعدون پر غور کرنا ضرور ہوتا ہے جو خود خدا نے کیے ہین اور اُس طرز کلام اور طریق استعمال الفاظ کو دیکھنا لازم ہوتا ہے جو مخصوص قرآن مجید سے ہے اور جس کے لیے ہمکو ایک آیت کی تفسیر بیان کرنے مین دوسری آیت سے استمداد لینی پڑتی ہے۔

ہر ایک کلام کے معنی قرار دینے مین وہ کلام کسی کا ہو خواہ خدا کا یا انسان کا مندرجہ ذیل امور کا محقق ہونا ضرور ہے۔

(۱) جس لفظ کے جو معنی قرار دیے گئے ہین اُس کی نسبت جاننا چاہیے کہ وہ لفظ انھین معنون مین وضع کیا گیا ہے۔

(۲) اس بات کا قرار دینا کہ جن معنون مین وہ لفظ وضع کیا گیا تھا اُن معنون سے کسی دوسرے معنون مین مستعمل نہین ہوا ہے۔

(۳) اگر وہ لفظ مشترک المعنی ہے تو اس بات کا قرار دینا لازم ہے کہ وہ اُن مشترک معنون مین سے کس معنی مین استعمال کیا گیا ہے۔ ضمایر جن کا مرجع مختلف ہوسکتا ہے

وہ بھی الفاظ مشترک المعنی مین داخل ہین ۔

(۴) اِس بات کو قرار دینا ضرور ہے کہ وہ اُن اصلی معنون مین بولا گیا ہے جو اُس سے متبادر ہوتے ہین یا مجازی معنون مین ۔

(۵) اِس بات کو قرار دینا کہ اُس کلام مین کوئی شے مضمر ہے یا نہین ۔

(۶) اِس بات کو قرار دینا ضرور ہے کہ جن معنون پر وہ لفظ دلالت کرتا ہے اُسمین کوئی تخصیص بھی ہے یا نہین ۔

(۷) یہ بات دیکھنی لازم ہے کہ جو معنی اُس لفظ کے قرار دیئے گئے ہین اُس پر کوئی عقلی معارضہ بھی ہے یا نہین ۔ اگر ہے تو وہ معنی اُس کے صحیح نہون گے ۔ اور یہ بات کوئی نئی نہین ہے ۔ بلکہ تمام علمار اسلام نے سیکڑون مقامون مین اس کی پیروی کی ہے ۔ مثلاً خدا کے عرش پر استوا ہونے مین ۔ اُس کے ہاتھ اور موہنہ اور ساق ہونے مین اور مثل اِن کے اَور بہت سے لفظون کے اصلی معنی اس لیئے نہین لیئے گئے کہ دلیل عقلی اُن کے برخلاف تھی ۔ پس کوئی وجہ نہین ہے کہ اَور الفاظ کے ایسے معنی جو دلیل عقلی سے محال ہین یا خود اُس قانون فطرت کے مخالف ہین جو خود خدا نے بیان کیا ہے یا تجربہ کے مخالف ہین چھوڑ کر دوسرے معنی نہ لیئے جاوین ۔

اسمین کچھہ شک نہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین الفاظ کے معنی معین و مستعمل تھے ۔ اور اگر ہم تسلیم کرلین کہ وہی معنی بتواتر ہم تک پہونچے ہین تو اُس سے صرف امر اول کا تصفیہ ہو جاتا ہے ۔ مگر اِس بات کا تصفیہ کہ وہ لفظ دوسرے معنون مین مستعمل نہین ہوا اور اگر وہ مشترک المعنی ہے تو کون سے معنون مین مستعمل ہوا ہے اور وہ مجازی معنون مین مستعمل ہوا ہے یا نہین الیٰ غیر ذالک نہین ہوسکتا ۔ پس جب تک کہ ساتوین امر کی پیروی نہ کی جاوے جس کی پیروی بہت سے مقامون مین علمار اسلام نے کی ہے نہ کسی انسان کے کلام کے معنی صحیح طور پر قرار دیئے جاسکتے ہین نہ خدا کے کلام کے ۔

قرآن مجید کے معنی قرار دینے مین ہمکو ایک اَور مشکل یہ پیش آتی ہے کہ عرب جاہلیت کا کلام بہت کم ہم تک پہونچا ہے ۔ اور کچھہ شک نہین کہ اُسمین سے بہت بڑا حصہ ضایع ہو گیا ہے ۔ اور علمار علم ادب اس بات کو خود تسلیم کرتے ہین ۔ پس یہ امر

قابل یقین نہین ہے کہ اہل لغت اور علمار علم ادب نے جو معنی الفاظ کے لغت کی کتابون مین اور اُس کے محاورات اور استعارات کو لکھا ہے اُن کے سوا اَور کوئی معنی اور استعارات زمانہ جاہلیت اور خود زمانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مین نہ تھے۔

بلاشبہ اِس امر مین ہم مجبور ہین اور بجز اس کے کہ قرآن مجید کے معنی قرار دینے مین موجودہ لغت کی کتابون اور علم ادب کی کتابون کی طرف رجوع کرین اور کچھ چارہ نہین ہے لیکن اگر بالفرض ہمکو قرآن مجید سے کسی لفظ کا ایسے طور پر استعمال یا ایسے معنون مین استعمال بطور یقین کے ثابت ہو جاوے جو کتب لغت یا علم ادب کی کتابون مین نہ ملے تو ہم اُس کے اختیار کرنے مین کوئی وجہ تامل کی نہین پاتے۔ اور ایسا کرنے مین ہم قرآن مجید کے ساتھ اس سے زیادہ کچھ نہ کرین گے جو کلام جاہلیت کے ساتھ کیا ہے کیونکہ ہماری تمام لغت کی کتابون اور علم ادب کی کتابون کی بنیاد اسی بات پر ہے کہ ہم نے وہ معنی یا محاورہ کلام جاہلیت سے اخذ کیا ہے۔

(۸) قرآن مجید کے معنی قرار دینے مین ہمکو ایک اَور امر کا تصفیہ بھی لازم ہے کہ جس کلام پر ہم استدلال کرتے ہین آیا وہ کلام مقصود ہے یا غیر مقصود۔ کیونکہ اگر وہ کلام غیر مقصود ہے تو اسپر استدلال نہین ہو سکتا۔ کلام غیر مقصود قرآن مجید مین بہت جگہ پایا جاتا ہے اور انسان کے کلامون مین بھی کلام غیر مقصود ہوتا ہے جسپر حجت قائم نہین ہو سکتی۔ مثلاً خدا کا یہ فرمانا کہ ان الذین کذبوا بایاتنا واستکبروا عنها لا تفتح لهم ابواب السماء ولا یدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط (آیت ۳۸ اعراف ۷) اس سے یہ استدلال نہین ہو سکتا کہ کسی وقت مین اونٹ سوئی کے ناکے مین سے نکل جاوے گا۔ کیونکہ وہ کلام غیر مقصود ہے اور صرف اُن لوگون کے جنہون نے خدا کے احکام کو جھٹلایا ہے جنت مین داخل ہونے کے عدم امکان کا بیان ہے۔ اسی طرح اس آیت سے آسمان کے دروازون کے ہونے پر بھی استدلال نہین ہو سکتا۔ کیونکہ وہ کلام اس مقصد کے لیئے نہین بولا گیا ہے بلکہ صرف خدا کی رحمت سے محروم رہنے کے مقصد سے بولا گیا ہے۔ اسی طرح کلام غیر مقصود کی بہت سی مثالین قرآن مجید مین موجود ہین اور اُن سے اُن کے اصلی معنون پر استدلال نہین ہو سکتا۔

تاویل

اسی کے ضمن مین ایک بہت بڑی بحث تاویل کی آتی ہے یعنی جب کسی لفظ کے اصلی معنی نہین بن سکتے تو دوسرے معنی اختیار کرتے ہین جس سے قول قایل کا صحیح ہو جاوے - مگر مین اس مقصد سے تاویل کو قرآن مجید مین جایز نہین سمجھتا اور میری رائے یہ ہے کہ تاویل اُسکو کہتے ہین جبکہ یہ متحقق ہو جاوے کہ قائل کا اس کلام سے درحقیقت یہ مطلب تھا اور وہ مقصد صحیح نہ ہو اور اُس وقت اُس کلام کے دوسرے معنی اختیار کیئے جاوین تاکہ وہ کلام صحیح ہو جاوے - اور اگر قایل کا درحقیقت وُہی مقصد ہو جو بعد تاویل کے قرار دیا گیا ہے تو وہ تاویل نہین ہے بلکہ قایل کے اصلی مقصد کا ظاہر کرنا ہے - مثلاً قائل کا یہ قول کہ "زید اسد" اگر قائل کا درحقیقت لفظ اسد سے حیوان معروف مراد ہو اور وہ زید پر صادق نہ آوے اور کوئی شخص خلاف مقصد اُس قایل کے اُس کے معنی شجاعت کے لے تو درحقیقت یہ تاویل ہے - اور اگر قایل نے اسد کے لفظ سے خود ہی شجاعت مراد لی ہو - تو اسد سے شجاعت مراد لینا تاویل نہین ہے بلکہ قایل کے اصلی مطلب کا اظہار ہے - اسی طرح جب ہم قرآن مجید کے کسی لفظ کے اصلی معنی نہین لیتے بلکہ مجازی معنی لیتے ہین تو ہم اُسکو تاویل نہین کہتے اس لیئے کہ ہم بقدر اپنی طاقت کے یہی سمجھتے ہین کہ خدا نے اِن ہی مجازی معنون مین اِس لفظ کو استعمال کیا ہے -

قانون قدرت

قرآن مجید کے معانی بیان کرنے مین سب سے زیادہ دھوکہ انسان کو اُن مقامات مین پڑتا ہے جہان قرآن مین قصص انبیاء سابقین بیان ہوئے ہین - انبیاء سابقین کے قصے عہد عتیق کی کتابون مین بھی آئے ہین - اور علماء یہود نے بھی قصص انبیاء مستقل کتابون مین لکھے ہین - جن مین بہت کچھ باتین دُور از عقل و خلاف قانون فطرت مندرج ہین وہ قصے مشہور تھے اور ہمارے علماء بھی اُن سے مانوس تھے - اور اُنکے عجائبات کو جو قانون فطرت کے برخلاف تھے معجزات قرار دیتے تھے - وہ قصے قرآن مین بھی بیان ہوئے ہین اور وہ بیان بہت کچھ اُسی کے مشابہ اور مماثل ہے جو اُن قصون کی نسبت بیان ہوا ہے - مگر قرآن مجید کے الفاظ اُن قصون مین اِس طرح آئے ہین کہ اُن سے وہ باتین جو دور از عقل اور خلافِ قانون قدرت اُن قصون مین مشہور تھین اُن کا ثبوت نہین ہوتا - ہمارے علماء متقدمین نے

اِس بات پر خیال نہین کیا۔ بلکہ جہان تک اُن سے ہو سکا قرآن مجید کے الفاظ کو
اُن قصون پر بعینہٖ عمل کرنے پر کوشش کی اور اُس کے کئی سبب تھے۔
اوّل۔ یہ کہ اُن قصون کی کیفیت مشہورہ اُن کے دل مین بسی ہوئی تھی۔ اسلئے
قرآن مجید کے اُن الفاظ پر اُنہون نے توجہ نہین کی۔
دوسرے۔ یہ کہ اُن کے پاس ہر ایک عجیب چیز کو گو وہ کیسی ہی قانون
فطرت کے برخلاف کیون نہ ہو خدا کی قدرت عام کے تحت مین داخل کر دینے
کا نہایت سہل طریقہ تھا۔ اور اِس سبب سے اُن الفاظ کی حقیقت پر غور کرنے
کو توجہ مایل نہین ہوتی تھی۔
تیسرے۔ یہ کہ اُن کے زمانہ مین نیچرل سینسز نے ترقی نہین کی تھی اور کوئی چیز
اُن کو قانون فطرت کی طرف رجوع کرنے والی اور اُن کی غلطیون سے متنبہ کرنیوالی
نہ تھی۔ پس یہ اسباب اور مثل ان کے اَور بہت سے اسباب ایسے تھے کہ اُن کی کافی
توجّہ قرآن مجید کے اُن الفاظ کی طرف نہین ہوئی۔
مثلاً اُن کے زمانہ مین یہ مسئلہ ثابت نہین ہوا تھا۔ کہ طوفان نوح کا تمام
دنیا مین عام ہونا اور پانی کا اونچے سے اونچے پہاڑون کی چوٹیون سے بلند ہو جانا
محالات سے اور خلافِ واقع ہے۔ اور اِس لیئے اُن کے خیال مین یہ بات
نہ آئی کہ قرآن مجید مین جو "الارض" کا لفظ ہے۔ اُس مین الف لام استغراق کا
نہین ہے بلکہ عہد کا ہے۔
حضرت ابراہیمؑ کے قصّے مین کوئی نص صریح اس بات پر نہین ہے کہ درحقیقت
اُن کو آگ مین ڈال دیا گیا تھا مگر اُنہون نے اِس بات پر خیال نہین کیا۔
اِسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت مین کوئی نص صریح قرآن مجید مین
موجود نہین ہے کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔
اسی طرح حضرت یونسؑ کے قصّے مین اِس بات پر قرآن مجید مین کوئی نص صریح
نہین ہے کہ درحقیقت مچھلی اُن کو نگل گئی تھی۔ ابتلع کا لفظ قرآن مین نہین ہے التقم کا لفظ
ہے جس سے صرف موںھ مین پکڑ لینا مراد ہے۔ کیونکہ جب کوئی لفظ تاکید کا اُسکے
ساتھ نہین جیسے التقمہ فلقمہا تو التقم کے معنی ابتلع کے نہین ہو سکتے۔ اور اگر فرض

کیونکہ بغیر لفظ تاکید کے بھی اُس کے معنی ابتلع کے ہون تو بھی لقم و التقم کے دو معنی ہین ایک سرعۃ الاکل - دوسرے والقیاء علیہ اوران دوسرے معنون سے بلع ثابت نہین ہوتا - پس دوسرے معنون پرجو مطابق قانون فطرت کے تھے اُنہون نے توجہ نہین کی اور اس آیت مین کہ فلولا انہ کان من المسبحین للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون (آیت ۱۴۳ و ۱۴۴ - الصافات ۳۷) اسپر التفات نہین کیا کہ لبث فی بطن الحوت کی نفی دو طرح پر متحقق ہوسکتی ہے - اوّل اس طرح پر کہ مچھلی نے نگلا ہی نہین - دوسرے اس طرح کہ نگلا ہو مگر اُس کے پیٹ مین نہ ٹھہرے ہون مثلاً اگر کوئی کہے کہ اگر مین اُسکو نہ بچاتا تو وہ قبر مین ہوتا - اُس کا مقصد صرف یہی ہے کہ قتل نہین ہوا نہ یہ کہ قبر مین جاکر نکل آیا - مگر اُنہون نے ان معنون پر توجہ نہین کی - غرضکہ اس قسم کی بہت سی مثالین قرآن مجید مین ہین - ہم کو ضرور ہے کہ صرف الفاظ قرآن مجید کے پابند رہین - نہ اُن قصون کے جو یہود و نصاریٰ مین مذکور و مشہور ہین -

شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین کہ "نقل از بنی اسرائیل بشیر است کہ در دین ما داخل شد بعد از آنکہ لا تصدقوا اھل الکتاب ولا تکذبوھم قاعدہ مقرر است - پس دو چیز لازم آمد - یکے آنکہ تعریض قرآن را در سنت حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم بیان یافتہ شود مرتکب نقل از اہل کتاب نباید شد مثلاً چون محمل آیت ولقد فتنا سلیمان والقینا علی کرسیہ جسدا ثم اناب در سنت نمی یافتہ میشود و آن قصہ ترک انشاء اللہ و مواخذہ بر آن است مرتکب ذکر صخرہ مارد چرا باید شد - دویم آنکہ الضروری یتقدر بقدر الضرورۃ را در نظر داشتہ قدر اقتضا تعریض سخن باید گفت تا بشہادت قرآن تصدیق کردہ باشیم و از زیادت زبان باید کشید" ۱۲ (فوز الکبیر صفحہ ۹۷ - ۹۸)

ہم سے کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید کے معنی اسطور پر قرار دینے ضرور ہین جسطرح کہ ایک اُمّی آدمی اُس کے معنی سمجھ سکتا ہے کیونکہ بدویین اور تمام قبایل عرب کے ان پڑھ تھے - پس اُس زمانہ کے اہل عرب جس طرح سیدھے سادے طور پر الفاظ قرآن کے ظاہری معنی سمجھتے تھے اُسی طرح ہمکو بھی قرآن کے معنی بیان کرنے

چاہئین۔

ہم کہتے ہین کہ ہم بھی اسیطرح کرتے ہین کیونکہ الفاظ کے وہی معنی لیتے ہین جو عرب جاہلیت سمجھتے تھے۔ کلام جاہلیت ہی کی بنا پر صرف ونحو ولغت کی کتابین مبنی ہین جن سے ہم قرآن مجید کے معنی بیان کرنے مین استمداد لیتے ہین۔ موجودہ علم ادب عربی زبان کا بدوین اور اہل عرب کے کلام کی بنا پر مبنی ہے مگر بحث اسپر آجاتی ہے جبکہ بلحاظ علوم وفنون کے قرآن مجید پر توجہ کی جاتی ہے اور جس سے اہل عرب بالکل ناواقف اور عاری محض تھے۔ اس حالت مین بھی ہم کوئی نئی بات پیش نہین کرتے۔ بلکہ خود موافق زبان اہل عرب کے قرآن مجید کے الفاظ کے اُن معنون پر متوجہ کرتے ہین جو علوم کی ترقی کے سبب ہمکو صحیح و درست معلوم ہوتے ہین۔

مثلاً اہل عرب بجز اس کے کہ جسپر وہ رہتے تھے اُسکو ارض کہتے تھے اور جو نیلی نیلی چیز گنبد نما اُن کے سر پر تھی اُسکو سما جانتے تھے اور اور بحثون سے جو علوم مین اُن سے متعلق ہین محض ناواقف تھے اور با این ہمہ جو نتیجہ ہدایت اور تعلیم روحانی اور وحدت وقدرت ذات باری کا قرآن مجید سے مقصود تھا وہ اُن کو حاصل ہوتا تھا۔ مگر جب بلحاظ علوم کے قرآن کے الفاظ پر بحث کیجاوے تو اُس وقت اُن سے کہتے ہین کہ الفاظ قرآن کے وہ معنی لینے جو مطابق زبان عرب کے اور اُن علمی بحثون کے مطابق ہین کیون نظر انداز کیئے جاتے ہین۔ اور جو قانون فطرت خود خدا نے بتایا ہے اُس کے مطابق وہ معنی جو کلام عرب کے مطابق بھی ہین کیون نہین لیئے جاتے۔

ہم سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید کا یہی سمجھتے ہین کہ وہ اُس طرز کلام مین نازل ہوا ہی کہ اُمّی اور عالم وجاہل وفلسفی کسی طرح پر اُس کے معنی سمجھین سیدھے سادہ طور پر یا علمی وفلسفی طریقہ پر مگر نتیجہ مین سب متحد ہو جاتے ہین۔ کوئی کلام بجز قرآن مجید کے ایسا نہین ہے کہ وہ جاہل اور اُمّی محض کو بھی اُسی نتیجہ پر پہونچاوے جس نتیجہ پر ایک عالم فلسفی کو پہونچاتا ہے اور ہر ایک بقدر اپنے علم اور استعداد کے اُس سے فائدہ اُٹھا کر ایک منزل مقصود پر پہنچتا ہے۔

ہم سے طعناً کہا جاتا ہے کہ جب حکمت وہیئتہ وفلسفہ یونانی مسلمانون مین پھیلا اور

جو اُس زمانہ مین بالکل سچ وصحیح اور مطابق حقیقت واقع سمجھا جاتا تھا۔ علماء اسلام نے
قرآن مجید کے اُن مقامات کی جو اُن کے مطابق معلوم ہوتے تھے تائید کی اور اُن
مقامات کو جو بظاہر مخالف اُن علوم کے معلوم ہوتے تھے اُن کے مطابق کرنے پر
کوشش کی۔ اب کہ معلوم ہوا کہ وہ علوم غلط اصول پر مبنی تھے۔ اور اُن کا علم ہیئۃ
بالکل خلاف حقیقت تھا اور علم طبعیات اور نیچرل سینس نے زیادہ ترقی کی تو اب اُن معنون
سے جو اگلے علماء نے مطابق یونانی علوم کے قرار دیئے تھے تخلف کرتے ہو اور دوسرے
معنی اختیار کرتے ہو جو حال کے علوم کے مطابق ہین اور کیا عجب ہے کہ آئندہ زمانہ
مین اِن علوم کو اَور زیادہ ترقی ہو اور جو امور اسوقت محققہ معلوم ہوتے ہین وہ غلط ثابت
ہون اُس وقت قرآن مجید کے الفاظ کے دوسری معنی قرار دینی کی ضرورت ہوگی۔
وھلم جرا پس قرآن لوگون کے ہاتھ مین ایک کھلونا ہوجاوے گا۔

ہم اِس طعنہ کو بطور ایک بشارت کے نہایت خوشی سے تسلیم کرتے ہین کیونکہ
یقین ہے کہ قرآن مجید حقیقت امور کے مطابق ہے کیونکہ وہ ورڈ آف گاڈ ہے اور نیچرل
ورک آف گاڈ اُس کے مطابق ہے مگر اسمین بہت بڑا معجزہ یہ ہے کہ ہمارے ہر درجہ
علم مین اُن امور مین جن کی ہدایت کے لیئے قرآن نازل ہوا ہے یکسان ہدایت کرتا ہے
اُس کے الفاظ ایسے اعجاز سے نازل ہوئے ہین کہ جہان تک ہمارے علوم کو ترقی ہوتی
جاوے گی اور اُس ترقی یافتہ علوم کے لحاظ سے ہم اُسپر غور کرین گے تو معلوم ہوگا کہ اُسکے
الفاظ اُس لحاظ سے بھی مطابق حقیقت ہین اور ہمکو ثابت ہوجاویگا کہ جو معنی ہم نے
پہلے قرار دیئے تھے اور اب غلط ثابت ہوئے وہ ہمارے علم کا قصور تھا نہ الفاظ قرآن
کا۔ پس اگر ہمارے علوم کو آئندہ زمانہ مین ایسی ترقی ہوجاوے کہ اِس وقت کے
امور محققہ کی غلطی ثابت ہو تو ہم پھر قرآن مجید پر رجوع کرین گے اور اُسکو ضرور مطابق
حقیقت پاوین گے اور ہمکو معلوم ہوگا کہ جو معنی ہم نے پہلے قرار دیئے تھے وہ ہمارے علم
کا نقصان تھا۔ قرآن مجید ہر ایک نقصان سے بری تھا۔

مثلاً فرض کرو کہ قرآن مجید سے ہم نے یہ سمجھا تھا کہ سورج زمین کے گرد پھرتا ہے
جس سے طلوع وغروب ہوتا ہے۔ اب معلوم ہوا کہ سورج ساکن ہے اور زمین سورج کے
گرد پھرتی ہے۔ اب ہم قرآن مجید پر غور کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ سورج کا پھرنا

ہے

قرآن مجید مین بطور حقیقت واقعہ کے بیان نہین ہوا بلکہ علی ما یشہدہ الناس بیان ہوا ہے اور وہ سچ ہے۔ پس ہم نے جو اُسکو بطور حقیقت واقعہ کے سمجھا تھا وہ ہماری غلطی تھی نہ قرآن مجید کی۔ غرضکہ ترقی علوم سے ہمکو اُن امور سے رجوع کرنا پہنچا جو پہلے نسبت قرآن کے قرار دیئے تھے اور قرآن مجید کا اُس کے مطابق پانا جسکی طرف ہم نے بعد ترقی علم رجوع کی ہے۔ ہمارے علم سیاق کا نقصان اور قرآن مجید کے کامل ہونیکا ثبوت ہے۔ مگر ہماری نسبت کسی قسم کی طعنہ زنی کا سبب نہین۔

یہ بحثین جہان تک ہین صرف اُن امور سے متعلق ہین جو علوم سے اور طبعیات سے علاقہ رکھتے ہین۔ باقی رہے وہ امور جو روحانی تعلیم سے متعلق ہین اور جنکو لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ حاوی ہے ہر وقت مین ایک حالت مستقل پر قایم ہین اُسمین نہ کبھی تبدیل ہوا۔ نہوگا۔ نہونکی حاجت۔ جسکے لیئے منطوق آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا شاہد عادل ہے۔

الان نختم الکلام و نقول ھٰذہ اصول معدودۃ من الاصول التی اسسنا علیھا تفسیر القرآن و نبین کلھا فی وقت اٰخر انشاء اللہ تعالیٰ۔

الہ آباد
۱۵ - نومبر سنہ ۱۸۹۲ع

سید احمد

تمت بالخیر

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
دیگیز ویسنیڈہ	۴عار	طلسم ہوشربا جلد ششم	۹ے ر	سوانح عمری ابو الفضل	۲ر
بڑھاپے کی شادی	ار	" " ہفتم	۸ے ر	" بابر بادشاہ	۳ر
شراب خراب	۲ر	ابن الوقت	عہ ر	" تیمور بادشاہ	۲ر
شورش عشق	۱۲ر	گلشن دانش	۸ر	" نور جہان بیگم	۲ر
دادی کا عاشق	۳ر	دام محبت	۳ر	" حکیم بو علی سینا	۳ر
رزم بزم حصہ اول	۴ عہ ر	فسانہ جمیل	۶ر	" گاما دو پیازہ	۲ر
" " دوم	۴ عہ ر	جہانگیر	عہ ر	" جیمس واٹ	۲ر
سچا یاتری	۱۳ر	فسانہ معقول	۸ر	" جعفر زٹلی	۳ر
بوستان خیال جلد اول	عہ ر	فسانہ دلپذیر	۸ر	الجزیہ مصنفہ شبلی	۲ر
" " دوم	عہ ر	طلسم حیرت	۶ر	مسلمانوں کی گزشتہ تعلیم "	۹ر
" " سوم	۴ عہ ر	گلشن جانفزا	۶ر	" صبح امید	۲ر
" " چہارم	۱۱ے	روسی زمیندار	۶ر	کتب خانہ اسکندریہ "	۵ر
" " پنجم	۴ے ر	ثمرہ دیانت	۱۰ر	سوانح عمری مامون رشید "	۴ عہ ر
" " ششم	۴ے ر	پانسو لطیفے حصہ اول	۹ر	اسلامی کتب خانے "	۲ر
" " ہفتم	۴ے ر	" دوم	۹ر	رسالہ الجن والجان سر سید	۵ر
" " ہشتم	ے ر	انگریزی مذاق کے لطیفے باتصویر	۸ر	رسالہ خلق الانسان "	۲ر
" " نہم	۸ عہ ر	قوت فیصلہ	۲ر	" ذکر سکندر ذوالقرنین "	۳ر
سیر کوہسار ہر دو جلد	ے ر	ثبوت واجب الوجود	ار	تحریر فی اصول التفسیر "	۵ر
طلسم ہوشربا جلد اول	ے ر	مثنوی صبح عید	۲ر	تفسیر احمدی حصہ اول "	
" " دوم	ے ر	ربیع پارہ عم در چہار زبان	۱۰ر	لکچر نیشنل کانگریس لکھنؤ	۱۰ر
" " سوم	۴ے ر	تواریخ کشمیر اردو	۴ع	لاٹیمر صاحب کا لکچر اسلام پر	۲ر
" " چہارم	عہ ر	سوانح عمری حضرت رسول صلعم	۶ر	[illegible] صاحب "	۲ر
" " پنجم	۴ عہ	" امام حسینؑ	۴ر	لکچر نیشنل کانگریس میرٹھ	۱۰ر

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
مجموعہ لکچر سر سید احمد خان بہادر	عہ	رحم و انصاف حالی	۱ر	عجائب الحساب	۸
لکچر اسلام ″	۱ر	مسدس زنگ خدمت ″	۲ر	مقالہ اقلیدس اوّل دوم	۸ر
مجموعہ لکچر مولوی نذیر احمد خان	۱۲ر	فرہنگ حکیم محمود خان مرحوم ″	۱ر	اقلیدس کا منتر	۱ر
ابن الوقت ″	للعہ	قصیدہ العنیاثیہ ″	۰ر	مشیر نسوان ہر دو حصہ	۱۲ر
مواعظ حسنہ ″	۱۰ر	چہار گلزار ″	۳ر	لذت الحیات	۱۴ر
محصنات ″	۱۰ر	مخمس سلیم	۴ر	رسالہ نور العین	۵ر
ایامی ″	۱۰ر	مخمس حسرت	۲ر	معمول الحدیث حصہ اوّل	۴ر
مراۃ العروس ″	۸ر	مسدس سعید	۲ر	″ ″ دوم	۴ر
توبۃ النصوح ″	۸ر	جریدہ عبرت	۰ر	″ ″ سوم	۴ر
بنات النعش ″	۷ر	نیرنگ خیال	۵ر	تعدیۃ الصبیان	لعہ
منتخب الحکایات ″	۴ر	آب حیات	عہ ۴ر	اسلام کی دنیوی برکتیں	۴ر
اہتمام محبت ″	۱ر	دیوان ذوق مکمل	عہ ۴ر	قانون عشق ہر دو حصہ	۱۴ر
رسم الخط ″	۱ر	فضیلت	۱۲ر	اردو تاریخ اسپین ہر دو حصہ	عہ
چند پند ″	۴ر	تہذیب الاخلاق	۶ر	لکچر نماز سراج الدین	۳ر
قواعد فارسی ″	۲ر	مکارم الاخلاق	۱۲ر	لکچر امام غزالی رحمہ	۶ر
حیات سعدی	عہ	محاسن الاخلاق	۸ر	مخمس مجید	۴ر
مسدس حالی معہ ضمیمہ	۹ر	تعلیم الاخلاق	۸ر	مثنوی الاخوت	۲ر
″ خورد	۴ر	تعلیم الخصال	۶ر	گلزار فریدی	۸
مناجات بیوہ - حالی	۲ر	تعلیم الانتظام	۴ر	جواہر فریدی	۴ر
شکوہ ہند ″	۲ر	مبادی الانشا حصہ اوّل	۸ر	مراۃ العاشقین سیل	لعہ
حقوق اولاد ″	۲ر	″ ″ دوم	۹ر	رسالہ دافع الامراض عفد و منا	۸
برکھا رت ″	۱ر	″ ″ سوم	۳ر	رسالہ گر زبانی حساب	۱
حب وطن ″	۱ر	″ ″ چہارم	۹ر	زبانی حساب کتان	۷

المشتہر فضل الدین تاجر کتب قومی - و مالک اخبار اشاعت - لاہور بازار کن

Date Due

MAY 27 1981		

KING PRESS NO. 302